تنظیم اسلامی کا ترجمان

12

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

11 تا 17 رجب المرجب 1440ھ / 19 تا 25 مارچ 2019ء

اسلامی نظامِ زندگی کے لیے صحیح لائحہ عمل

اسلام کو نظامِ زندگی کے طور پر نافذ و غالب کرنے کے لیے صحیح لائحہ عمل واضح کیا جانا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اور صحیح لائحہ عمل وہی ہوگا جو سیرت النبی ﷺ سے ماخوذ ہو۔ ہم نے وہ احادیث ایک جگہ جمع کر کے بہت عام کی ہیں جن سے یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ قیامت سے قبل پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور کفار کا ''نیو ورلڈ آرڈر'' نہیں' اسلام کا ''Just World Order'' پوری دنیا پر غالب ہو کر رہے گا۔ یہ جس ''نیو ورلڈ آرڈر'' کو دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں وہ درحقیقت ''جیو (یہودی) ورلڈ آرڈر'' ہے' جبکہ اسلامک ورلڈ آرڈر منصفانہ اور عادلانہ نظام ہے اور اس کے بارے میں محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری دی ہے کہ یہ قیامت سے قبل پوری دنیا پر غالب ہوگا۔ ظاہر بات ہے کہ اسلام کے عالمی غلبے کا آغاز اسی طور سے ہوگا کہ یہ نظام پہلے کسی ایک ملک میں قائم ہوگا' جیسے حضور ﷺ کے دست مبارک سے ''جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ'' کی کیفیت جزیرہ نمائے عرب میں پیدا ہوئی تھی۔ دنیا کے کسی ایک ملک میں بھی یہ نظام کیسے قائم ہوگا؟ اس کے ضمن میں امامِ دار الہجرت امام مالکؒ کا قول ہے: ''لَا يَصْلُحُ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهِ أَوَّلُهَا'' یعنی اس اُمت کے آخری حصے کی اصلاح نہیں ہو سکے گی' مگر اسی طریقے پر جس پر کہ پہلے حصے کی اصلاح ہوئی تھی۔ چنانچہ آج اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے ہمیں محمدؐ رسول اللہ ﷺ کے انقلاب کا طریق کار اچھی طرح سمجھنا ہوگا اور پھر اسے apply کرنا ہوگا۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

ماہِ مارچ

ایمان حقیقی کے ثمرات (2)

بھارتی جنگی جنون کے پس پردہ محرکات

کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں.....!

موجودہ دور کا چیلنج اور ہماری حکمت عملی

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

تمام انبیاء کی امتیں ایک ہی دین کی پیروکار تھیں

سُورۃُ الْاَنْبِیَاء | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیات: 91، 92

وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾

آیت ۹۱ ﴿وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا﴾ ''اور وہ خاتون جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی''

یعنی پوری طرح سے پاک دامن رہیں۔

﴿فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا﴾ ''تو ہم نے اس میں پھونک دیا اپنی روح سے''

یعنی حرف ''کُن'' بیٹے کی پیدائش کا ذریعہ بن گیا۔

﴿وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾﴾ ''اور ہم نے اُسے اور اُس کے بیٹے کو ایک نشانی بنا دیا تمام جہان والوں کے لیے۔''

آیت ۹۲ ﴿اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ﴾ ''یقیناً یہ تمہاری امت' ایک ہی امت ہے''

اُمت ابراہیمؑ امت اسماعیلؑ' اُمت موسیٰؑ' اُمت عیسیٰؑ' اُمت محمد ﷺ اور دوسرے تمام انبیاء کی اُمتیں بنیادی طور پر ایک ہی دین کی پیروکار تھیں اور یوں تمام انبیاء اور ان کے پیروکار گویا ایک ہی امت کے افراد تھے۔ اس مضمون کو سورۃ البقرۃ' آیت ۲۱۳ میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے: ﴿كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ﴾ یعنی شروع میں تمام انسان ایک ہی امت تھے اور ایک ہی دین کے ماننے والے تھے۔ پھر لوگوں نے اپنی اپنی سوچ اور اپنے اپنے مفادات کے مطابق صراطِ مستقیم میں سے پگڈنڈیاں نکال لیں' مختلف گروہوں نے نئے نئے راستے بنا لیے اور ان غلط راستوں پر وہ اتنی دور چلے گئے کہ اصل دین مسخ ہو کر رہ گیا اور اب ان مختلف گروہوں کے نظریات کی یہ مغائرت اس حد تک بڑھ چکی ہے ع ''کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی!''

یعنی آج بہت سے مذاہب کی اصلی شکل کو پہچاننا بھی ممکن نہیں رہا۔ ان کے بگڑے ہوئے عقائد کو دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ کبھی ان کا تعلق بھی دین حق سے تھا۔ بہرحال حقیقت یہی ہے کہ تمام انبیاورسل علیہم السلام کا تعلق ایک ہی امت سے تھا۔ وہ سب ایک ہی اللہ کو ماننے والے تھے اور سب ایک ہی دین لے کر آئے تھے' البتہ مختلف انبیاء کی شریعتوں کے تفصیلی احکامات میں باہم فرق پایا جاتا رہا ہے۔ یہ مضمون مزید وضاحت کے تحت سورۃ الشوریٰ میں آئے گا۔

﴿وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾﴾ ''اور میں ہی تم سب کا رب ہوں' لٰہذا تم لوگ میری ہی بندگی کرو!''

فرمان نبویؐ

دُنیا کا غم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِیْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِیَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهٗ وَلَمْ يَاْتِهٖ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهٗ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے سب سے زیادہ فکر آخرت کی ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اس کے اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا کر اس کے دل کو تسکین دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے (یعنی دنیا کا مال و متاع جو اس کی قسمت میں لکھا ہے بغیر کسی شدید مشقت کے آسانی سے اس کے پاس پہنچ جاتا ہے)۔ جو شخص دنیا کے عیش پر مر مٹنے کا فیصلہ کر چکا ہو، اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے سلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کر کے اُلجھا دیتا ہے (اس لیے وہ سکونِ قلب کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے) اور دُنیا کا رزق (زیادہ نہیں بلکہ) اسے صرف اتنا ہی ملتا ہے، جتنا اس کے مقدر میں ہوتا ہے۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادار یہ

ایوب بیگ مرزا

ماہِ مارچ

انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے آغاز میں خلافت کا ادارہ ایک ایسے پودے کی مانند ہو گیا تھا جس کی جڑ سوکھ چکی ہو اور پتے زرد ہو چکے ہوں۔ اس کی نشوونما ایک عرصہ سے تعطل کا شکار تھی۔ 3 مارچ 1924ء کو ترک نادان نے خلافت کی قبا چاک کر دی گویا اس پودے کو ہی اُکھاڑ پھینکا۔ عالم کفر کے لیے یہ ایک عظیم فتح کا دن تھا۔ اُسے جشن منانے کا حق تھا۔ دُکھ اور تکلیف دہ امر یہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو احساس ہی نہ ہوا کہ وہ کس قدر عظیم سانحہ سے دوچار ہو گئے ہیں۔ خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ اور مغربی تہذیب کے متاثرین مسلمانوں کا تاثر یہ تھا کہ یہ ادارہ کھوکھلا ہو چکا تھا تب اِسے خود سلطنت عثمانیہ کے ورثاء نے دھتکار دیا ہے۔ مصطفیٰ کمال پاشا جو اتاترک کہلواتے تھے، اُنہوں نے اس سے لاتعلقی بلکہ واضح الفاظ میں اس کے خاتمے کا اعلان کر دیا ہے تو دور دراز کے مسلمانوں کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ اس کا غم کھائیں۔ البتہ صرف برصغیر کے مسلمانوں نے اِس شکستگی کا درد محسوس کیا اور سچی بات یہ ہے کہ گہرائی سے کیا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے ایسی زوردار احتجاجی تحریک چلائی کہ ہندو جماعت کانگرس کو محسوس ہوا کہ اگر وہ اس تحریک سے لاتعلق رہے گی تو برصغیر کے عوام اُسے رد کر دیں گے اور ان کی انگریز کے خلاف آزادی کی تحریک بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ لہٰذا مہاتما گاندھی نے تحریک خلافت میں خواہی نخواہی حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ جہاں تک برصغیر کے مسلمانوں کا معاملہ ہے حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ اُن کا مذہب سے عملی تعلق قابل رشک نہیں ہے، البتہ اُنہیں مذہب سے شدید جذباتی لگاؤ ہے۔ یہ تحریک اُس جذباتی تعلق کا نتیجہ تھی۔ ہمیں حیرت اُن مغرب زدہ مسلمانوں پر ہے جو اس ادارے کے خاتمے کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے تھے۔ یہ درست ہے کہ مغربی قوتیں خلافت عثمانیہ کو انتہائی کمزور کرنے میں کامیاب ہو چکی تھیں اور اِس کی رٹ قریباً ختم ہو چکی تھی۔ لیکن اس کی اہم وجہ مسلمانوں کی اپنی عیش پرستی اور کم کوشی بھی تھی لیکن وہ بھول گئے کہ اس ادارے کی ایک علامتی (symbolic) حیثیت بھی تھی۔ کاش! اس ادارے کی علامتی پوزیشن کو یہ مسلمان ایلیٹ حاکم انگریز سے ہی سیکھ لیتے۔

ہم اپنے قارئین کو ایک تاریخی واقعہ سنائے دیتے ہیں تاکہ وہ جان سکیں کہ انگریز ادارہ خلافت کی اہمیت سے کس قدر واقف تھا۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اسیر مالٹا جب قید میں تھے، دورانِ اسیری ایک روز اُن کی انگریز سپرنٹنڈنٹ جیل سے ملاقات ہوئی۔ مولانا نے اس سے کہا کہ آپ لوگ کیا ہمارے ادارہ خلافت کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ یہ ادارہ انتہائی لاغر اور کمزور ہو چکا ہے۔ اِسے رہنے دیں جیسا تیسا ہے چلتا رہے، تو وہ انگریز ہنس کر بولا، مولانا اتنے بھی بھولے نہ بنیں۔ میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی خوب واقف ہیں کہ ادارہ خلافت کی کیا اہمیت ہے؟ ہم اِسے ختم کر کے رہیں گے۔ اس کا نام ونشان تک نہیں رہنے دیں گے۔ بہرحال 3 مارچ کا دن ہمیں اُس ادارے کی یاد دلاتا ہے جس کے ختم ہونے کے بعد ہمیں

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
11 تا 17 رجب المرجب 1440ھ جلد 28
19 تا 25 مارچ 2019ء شمارہ 12
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا----------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر "مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

امت مسلمہ کہیں نظر نہیں آتی۔ 58 مسلم ممالک ہیں۔ اُن میں بہت سے باہم دست و گریباں نظر آتے ہیں۔

مارچ کے دوسرے ہفتے 12 مارچ 1949ء کو قراردادِ مقاصد اسمبلی نے منظور کی۔ جدید دنیا نے پہلی بار یہ نعرہ سنا "Sovereignty Belongs to God alone" اس سے نظریۂ پاکستان پر مہر تصدیق ثبت ہوگئی۔ قوم کی سمت کا تعین ہوگیا۔ دنیا کو بتا دیا گیا کہ ریاست پاکستان کا مذہب اسلام ہو گا اور پاکستان اسلامی فلاحی ریاست بنے گا۔ لیکن مفاد پرست سیاست دانوں نے گاڑی پٹڑی پر چڑھنے نہ دی۔ لیاقت علی خان کو شہید کر دیا گیا۔ آج تک سول بیوروکریسی، ملٹری بیوروکریسی اور سیاست دان ہی نہیں بلکہ خود اسلامی جماعتیں بھی پاکستان میں قراردادِ مقاصد کے عملی نفاذ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ چند سال پہلے تک اسلام کے نفاذ کا نعرہ ایک انتخابی نعرہ بنا رہا۔ آج کا سیاست دان اور پارلیمنٹ کے ارکان اب اِس کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ حکمران تو اس حوالے سے کبھی بھی سنجیدہ نہیں تھے۔ اب عوام کو بھی چپ لگ گئی ہے۔ ساری قوم حال مست مال مست ہے۔ منہ سے جو چاہے کہیں ہم مسلمانانِ پاکستان شب و روز کی جدوجہد صرف اور صرف اس مادی دنیا کے لیے کرتے ہیں۔

23 مارچ 1940ء قیام پاکستان کے حوالے سے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس روز اقبال پارک لاہور جو اُس وقت منٹو پارک کہلاتا تھا، وہاں آل انڈیا مسلم لیگ کا سہ روزہ اجلاس ہوا، جس میں مقررین نے کھل کر اعلان کیا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قوتیں ہیں۔ اجلاس میں اِس قرارداد کو قرار داد لاہور کہا گیا۔ لیکن اگلے روز ہندو پریس نے اپنے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے اِسے قرارداد پاکستان قرار دے دیا۔ حالانکہ اس قرارداد میں پاکستان کا ذکر بھی نہیں تھا۔ قرارداد میں مسلمان زعماء نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہندوستان میں مسلمان اکثریتی علاقوں کو Muslim States ڈیکلیئر کر دیا جائے۔ لیکن جب ہندوؤں نے اِسے قرارداد پاکستان قرار دیا تو مسلمانانِ برصغیر نے بھی پاکستان کے نام سے ایک ریاست کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ اب مسلم لیگ کا نعرہ تھا ''لے کے رہیں گے پاکستان''۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ڈھاکہ میں مسلم لیگ کے ایک خصوصی اجلاس میں قراردادِ پاکستان میں Muslim States کا ''S'' کاٹ دیا گیا اب یہ صرف Muslim State یعنی پاکستان کے نام سے ایک واحد متحدہ ریاست مسلم لیگ کا مطالبہ بن گیا اور سات سال کے قلیل عرصہ میں مسلمانوں کو اپنے خواب کی تعبیر مل گئی۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خود مسلم لیگ اور دوسری وجود میں آنے والی نئی سیاسی جماعتوں نے قلابازیاں لگائیں اور نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دینے اور قرارداد مقاصد کو عملی شکل دینے کی بجائے پاکستان کو ایک قومی ریاست بنا دیا اور پاکستان دوسرے مسلمان ممالک کی طرح ایک ایسا ملک بن گیا جو اِس لیے اِسلامی ملک کہلاتا ہے کہ یہاں کی آبادی میں مسلمان بہت بڑی اکثریت میں بستے ہیں۔ اسلام اور اسلامی نظام سے ہمارا بالفعل تعلق کاغذی ہے۔ زبان کی حد تک ہے۔ عملاً پاکستان کا نظام سیکولر ہے۔ لہٰذا اِس دوعملی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک سیاسی عدم استحکام اور معاشی بحران کی زد میں آ گیا۔ معاشرتی طور پر ہندو ثقافت اور مغربی تہذیب غالب آ گئی۔ صرف فوج کا ادارہ قدرے مستحکم ہوا۔

23 مارچ 1956ء کو 9 سال کے بعد پاکستان کا آئین بن گیا۔ اس دن کو یوم جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔ پھر یہ دن 1957ء اور 1958ء میں بھی بطور یوم جمہوریہ منایا گیا۔ آئین تو بن گیا لیکن سیاسی افراتفری ختم نہ ہوسکی۔ آئے دن حکومتیں بدلتی رہیں اور اسمبلیوں میں دھینگا مشتی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ مشرقی پاکستان کے سپیکر کو اسمبلی میں ہلاک کر دیا گیا۔ لہٰذا جنرل ایوب خان نے حالات سے فائدہ اُٹھایا، اکتوبر 1958ء میں مارشل لاء لگا دیا اور اقتدار پر ناجائز قابض ہوگیا۔ اب عوام کا معاملہ یہ تھا کہ دو سال سے یہ روٹین بن چکی تھی کہ 23 مارچ کو پاکستان میں عام تعطیل ہوتی تھی۔ دن کو فوجی پریڈ ہوتی، رات کو چراغاں ہوتا، عوام کو سیر و تفریح کا موقعہ میسر آ جاتا۔ 1959ء میں جب 23 مارچ آنے کو تھا تو فوجی حکومت سوچ میں پڑ گئی کہ ہم نے تو جمہوریت کو بھاری بوٹوں تلے روند دیا ہے اب یہ یوم جمہوریہ کیسے منایا جائے۔ ایسے میں سول بیوروکریسی جو چالاکی اور عیاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی، فوجی حکومت کے کام آئی۔ اس نے 23 مارچ کے یوم جمہوریہ کو 1956ء کی بجائے 1940ء سے جوڑ دیا۔ اس لیے کہ اتفاق سے قرارداد پاکستان بھی 23 مارچ کو منظور ہوئی تھی اور اُسے یوم پاکستان کا نام دے دیا۔ عام تعطیل اور تمام قسم کے اشغال اُسی طرح جاری رہے۔ عوام کو موج میلے سے تعلق تھا۔ اُنھیں کوئی فکر لاحق نہ ہوئی کہ اُن کے ساتھ کیا ہاتھ ہوگیا ہے۔ گویا حکمران سیاسی ہوں یا فوجی پاکستان میں دجل و فریب سے ہی کام لیا جاتا رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قرارداد مقاصد جسے پہلی آئین ساز اسمبلی نے 12 مارچ 1949ء کو منظور کیا تھا، اُسے اِس ماہ مارچ میں عملی شکل دینے کا کام شروع کر دیا جائے۔ آمین!

ایمان حقیقی کے ثمرات (2)

(سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 08 مارچ 2019ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! منتخب نصاب کے مطالعہ کے سلسلے میں ہم سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع کی پہلی دو آیات کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ آج ان شاء اللہ ہم اس کی باقی آیات کا مطالعہ کریں گے۔ اس رکوع میں بنیادی چیز جو بیان ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ اگر کسی انسان کے دل میں ایمان واقعی راسخ ہو چکا ہو تو اس کی کیا علامات اور نشانیاں ہوں گی؟ یعنی ایمان حقیقی کے ایک انسان کی زندگی پر، اس کی عادات واطوار اور افعال پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ اس سے قبل ہم سورۃ العصر کے مطالعہ میں پڑھ چکے ہیں اُخروی نجات کے لیے چار شرائط کو پورا کرنا لازم ہے۔ ان میں سے پہلی شرط ایمان ہے۔ ایمان کی تشریح ویسے تو پورے قرآن میں موجود ہے لیکن خاص طور پر سورۃ التغابن کے پہلے دو رکوعات اس حوالے سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اس سورت کے پہلے رکوع میں ایمانیات ثلاثہ کی انتہائی جامع تشریح کی گئی ہے اور دوسرے رکوع میں ایمان حقیقی کے ثمرات بیان ہوئے ہیں کہ اگر واقعی ایمان دل میں ہے تو انسان کے رویے، سوچ، ترجیحات میں لازماً بہت بڑی تبدیلی آئے گی اور یہ اس اعتبار سے ہمارے لیے ایک لٹمس ٹیسٹ بھی ہے کہ ہم دیکھیں کہ اگر ہمارے اندر یہ تبدیلی آ چکی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم ایمان کے دعوے میں سچے ہیں اور اگر مذکورہ تبدیلیاں نہیں آئیں تو اس کا مطلب ہے کہ پھر ہمارے ایمان میں کمی ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایمان کے ثمرات میں سب سے پہلی بات یہ ہم نے پڑھی کہ ایمان کے نتیجے میں انسان کی فکر اور سوچ یہ بنتی ہے کہ جو بھی مجھ پر حالات وارد ہو رہے ہیں، چاہے اچھے ہیں یا برے یہ اللہ کے اذن سے ہیں۔ یہ تسلیم ورضا کی کیفیت ہے۔ انسان کے ذہن میں ہونا چاہیے کہ یہ دنیا تو ہے ہی دارالامتحان۔ اس کے بعد موت یقینی ہے اور موت کے بعد پھر اس امتحان کے نتائج سامنے آئیں گے۔ قرآن مجید میں تین جگہوں پر موت کا ذکر ہے۔ ایک جگہ فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط﴾ (الانبیاء:35)

"ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور ہم آزماتے رہتے ہیں تم لوگوں کو شر اور خیر کے ذریعے سے۔"

ایک جگہ یہ فرمایا:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط﴾

"تو جو کوئی بچا لیا گیا جہنم سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا۔"

مرتب: ابوابراہیم

یعنی زندگی کے آخری سانس تک تمہارا امتحان ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ صرف ایک انداز سے نہیں آزماتا بلکہ وہ ہر انداز سے آزماتا ہے۔ ہاں! البتہ یہ اس کی سلیکشن ہو سکتی ہے کہ کس کو کس انداز سے آزمانا ہے۔ لیکن آزمائش ہر ایک کی ہونی ہے۔ دنیا کی کامیابی اور ناکامی کوئی معنی نہیں رکھتی ہے۔ کیونکہ اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ کوئی شخص اگر دنیا میں بہت کامیاب ہے، ساری دنیا اس کو سلوٹ کرتی ہے تو آخرت میں بھی لازماً کامیاب ہوگا۔ نہیں بلکہ اس حوالے سے بعض احادیث چونکا دینے والی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک انسان زندگی میں اچھے اعمال کر رہا ہوتا ہے۔ پھر اس کا ٹھکانا جہنم بن جاتا ہے۔ یعنی انسان کو آخری سانس تک بھی اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ میں بڑا کامیاب ہوں اور میں تو فلاں مقام تک پہنچا ہوا ہوں بلکہ ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں شیطان مجھ پر غالب نہ آ جائے اور اس کے لیے شیطان کے ہتھکنڈوں سے واقفیت حاصل کرنا اور پھر ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ یہ ہر مسلمان کی ضرورت ہے لیکن ہم ضرورت کو نہیں سمجھتے۔ اسی طرح فرمایا کہ ایک شخص ساری زندگی جہنمیوں والے کام کرتا رہا لیکن آخری عمر میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت دے دی۔ اس نے اپنے آپ کو بدلا تو وہ جنت میں جائے گا۔ اس لیے ہمیں کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہر وقت اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہم دارالامتحان میں ہیں۔ بظاہر اگر کوئی کامیابی بھی ہمیں دنیا میں ملی ہے تو اس میں بھی ہمارا امتحان ہو رہا ہے اور کوئی ناکامی ہے تو وہ بھی امتحان ہے۔ لہٰذا ایمان کی پہلی نشانی یہ ہوتی ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ کی رضا میں راضی رہتا ہے اور اس میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے۔ یقیناً اس کے ہر کام میں خیر ہی خیر ہے اور یہ سہولت کسی اور کو حاصل نہیں سوائے مومن کے۔ اگر اسے دنیا میں خوشی نصیب ہوتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے اور کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے۔"

اسی طرح اگر انسان کے دل میں واقعی ایمان ہوگا تو اس کا دوسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان اپنے ہر عمل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا۔ اس حوالے سے ہم پچھلے شمارے میں تفصیل سے پڑھ آئے ہیں۔ آج ہم ایمان حقیقی کے باقی نتائج کا مطالعہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ فرمایا:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ''اللہ وہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ پس اہلِ ایمان کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔'' (التغابن:13)

یعنی ایمانِ حقیقی کے حامل انسان کے طرزِ عمل میں تیسری تبدیلی یہ آئے گی کہ وہ ہر معاملے میں صرف اللہ پر ہی توکل کرے گا۔ ہمارے دین کی تعلیمات یہ ہیں کہ اسبابی سطح پر اپنی معاش کے لیے بھاگ دوڑ کرو، اس سے نہیں منع کیا گیا لیکن ساتھ بھروسا اللہ پر رکھو۔ اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں ہے کہ بندہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے اور کہے کہ اللہ ہی مجھے کھلائے گا پلائے گا اور سارے کام کرے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ انسان کوشش کرے، محنت کرے اور پھر اللہ سے توقع رکھے، اللہ پر بھروسا رکھے کیونکہ اس کی رضا سے ہی ہر کام ہوسکتا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ؕ﴾ ''اور جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے۔'' (الطلاق:3)

توکل کا اصل مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنی طرف سے کوشش، محنت اور تیاری مکمل کرے مگر نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے۔ مثال کے طور پر دشمن کے خطرے کے پیشِ نظر تیاری کرنے کی ممانعت نہیں ہے بلکہ قرآن میں اس کی ترغیب دی گئی۔ جیسے فرمایا:

﴿وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْھِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ وَعَدُوَّکُمْ﴾ ''اور تیار رکھو اُن کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے'' (تاکہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو'' (الانفال:60)

لیکن اپنے ہتھیاروں پر اور ایٹمی ٹیکنالوجی پر بھروسا کرکے سمجھنا کہ ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا، یہ توکل کے خلاف ہے۔ اللہ کی مدد ہوگی تو بغیر کسی ٹیکنالوجی کے بھی اللہ فتح دے گا لیکن اگر اللہ کی مدد اور نصرت شاملِ حال نہ ہوگی تو سارے ایٹمی اثاثے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ بانیٔ تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس حوالے سے ایک بڑی پیاری مثال دیا کرتے تھے کہ ایک شخص کہیں سفر پر جا رہا ہے، اس کے پاس گاڑی ہے اور باقی بھی سب زادِ راہ ہمراہ ہے، مکمل تیاری بھی ہے لیکن اس کے ذہن میں یہ بات نہیں ہے کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں اپنی منزل پر پہنچ جاؤں گا تو یہ توکل نہیں ہے بلکہ اس کا بھروسا اسباب پر ہے۔ مگر اللہ نہیں چاہے گا تو وہ تمام اسباب کے مہیا ہونے کے باوجود بھی منزل پر نہیں پہنچ سکے گا۔ حدیث میں ایک دوسری انتہا بھی بیان کی گئی ہے کہ ایک بدو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے اونٹ کو کھلا چھوڑ دیا۔ آنحضور ﷺ نے پوچھا کہ اونٹ کیوں کھلا چھوڑا؟ تو اس نے کہا کہ میں نے اللہ پر توکل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ توکل نہیں ہے۔ بلکہ پہلے اس کو باندھو پھر اللہ پر توکل کرو۔ گویا توکل کے معنی یہ بھی ہرگز نہیں ہیں کہ بندہ محنت اور کوشش ہی نہ کرے بلکہ توکل کا اصل مفہوم یہ ہے کہ بندہ جس حد تک اسباب میسر ہوں ان کو بروئے کار لائے لیکن نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے۔ کیونکہ ہو گا وہی جو اللہ چاہے گا۔ یہی اصل میں توکل ہے۔

نبی اکرم ﷺ ایک سفر سے آ رہے تھے۔ ایک جگہ آرام کی غرض سے آپؐ ایک درخت کے سائے میں لیٹ گئے اور لیٹتے ہی آپؐ کی آنکھ لگ گئی۔ اس اثناء میں ایک مشرک کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے دیکھا کہ آپ ﷺ اکیلے ہیں اور سو رہے ہیں اور آپؐ کی تلوار درخت کے تنے کے ساتھ لٹک رہی ہے۔ مشرک کے دماغ میں یہ سوچ آئی کہ بڑا اچھا موقع ہے۔ اس نے آپ ﷺ کی تلوار اٹھائی اور آپ ﷺ کو مخاطب کیا: اے محمد (ﷺ)! آپ ﷺ جاگ گئے تو اس مشرک نے بڑے ہی گھمنڈ کے ساتھ کہا: اب بتاؤ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے نہایت رُعب سے جواب دیا: ''میرا اللہ''۔ یہ سنتے ہی اس مشرک پر لرزہ طاری ہوگیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ آپ ﷺ نے تلوار اُٹھائی اور مشرک سے فرمایا:

''اب بتاؤ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا''۔ مشرک نے فوراً معافی مانگی اور ایمان لے آیا۔ اسی چیز کا نام توکل ہے کہ بھروسا اسباب پر نہ ہو بلکہ اللہ پر ہو۔ کیونکہ اگر اسباب بالکل بھی نہ ہوں تو پھر بھی اللہ ہے بچانے والا اور کامیابی دینے والا۔ لیکن اگر وہ نہ چاہے تو اسباب چاہے

پریس ریلیز 15 مارچ 2019ء

امریکہ کا کشمیر کے مجاہدین آزادی کو دہشت گرد قرار دینا شرمناک ہے

نیوزی لینڈ کی دو مساجد میں مسلمان نمازیوں کا قتل عام دراصل یہودیوں کے جھوٹے پراپیگنڈے اور یورپی اور امریکی حکمرانوں کے رویے اور طرزِ عمل کا منطقی نتیجہ ہے

حافظ عاکف سعید

امریکہ کا کشمیر کے مجاہدین آزادی کو دہشت گرد قرار دینا شرمناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ اسلام دشمنی میں اندھا ہو چکا ہے۔ اس نے آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ لی ہے لہٰذا اُسے مظلوم ظالم اور ظالم مظلوم نظر آتے ہیں۔ اسرائیل نے دہشت گردی کا ارتکاب کرکے عربوں کے جن علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا اب امریکہ اُنھیں مقبوضہ علاقے قرار نہیں دیتا۔ امریکی حکمرانوں کا یہ بیانیہ غیر مسلموں کو مسلمانوں کے خلاف انگیخت کر رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ نیوزی لینڈ کی دو مساجد میں مسلمان نمازیوں کا قتل عام دراصل یہودیوں کے جھوٹے پراپیگنڈے اور یورپی اور امریکی حکمرانوں کے رویے اور طرزِ عمل کا منطقی نتیجہ ہے کیونکہ مغرب مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کرنے والوں کو دہشت گرد نہیں بلکہ نفسیاتی مریض قرار دے کر منافقانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ مغرب اور امریکہ دہشت گردی کی تعریف بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ اسرائیل اور بھارت فلسطین اور کشمیر میں جس ریاستی دہشت گردی کا ارتکاب کر رہے ہیں امریکہ اِسے اُن ممالک کا حق دفاع قرار دیتا ہے جب کہ کشمیری اور فلسطینی مسلمان جو کہ آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اپنی سرزمین کو جابر حکمرانوں سے آزاد کروانا چاہتے ہیں اُنھیں دہشت گرد قرار دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ظالمانہ طرزِ عمل دنیا کو کسی تباہ کن جنگ کی طرف دھکیل دے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

جتنے بھی ہوں کامیابی نہیں مل سکتی۔ اس حوالے سے غزوۂ بدر اور غزوۂ حنین کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ غزوۂ بدر میں تعداد صرف 313 تھی اور باقی اسباب بھی نہیں تھے۔ جبکہ مقابلے میں ایک ہزار کا لشکر تھا اور ہر طرح کے جنگی ساز و سامان سے لیس بھی تھا۔ لیکن اللہ کا فیصلہ تھا کہ فتح مسلمانوں کو ہوگی تو دشمن کے سارے اسباب اس کے کسی کام نہیں آئے۔ وجہ یہ تھی کہ لشکر کفار کا بھروسا اسباب پر تھا جبکہ مسلمانوں کا بھروسا صرف اللہ پر تھا اور یہ اتنا مضبوط توکل تھا کہ کسی ایک شخص نے بھی نہیں کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا اور دشمن کا کوئی موازنہ ہی نہیں ہے، ہم تو نہتے ہیں جبکہ دشمن پوری جنگی تیاری کے ساتھ آیا ہے۔ بلکہ سب نے ان حالات میں اللہ پر بھروسا کیا اور اس طرح اللہ نے کامیابی عطا کی۔ اس کے برعکس غزوۂ حنین میں مسلمانوں کا لشکر بارہ ہزار پر مشتمل تھا اور جنگی اسباب بھی تھے۔ جبکہ مقابلے میں صرف چار ہزار کا لشکر تھا۔ لیکن اس کے باوجود لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ وجہ کیا بنی؟ یہ اللہ نے خود بتادیا:

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ﴾ ’’(اے مسلمانو!) اللہ نے تمہاری مدد کی ہے بہت سے مواقع پر اور (خاص طور پر) حنین کے دن، جب تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہوگیا تھا‘‘ (التوبۃ:25)

دراصل اس وقت کچھ لوگوں کے دلوں میں بات آئی تھی کہ ہم غزوۂ بدر میں صرف تین سو تیرا تھے اور بے سروسامان تھے تو پھر بھی ایک ہزار پر مشتمل لشکر ہم پر غالب نہیں آسکا تھا آج تو ہم بارہ ہزار ہیں اور ہمارے پاس اسلحہ بھی ہے۔ بس یہی بات اللہ کو پسند نہیں آئی۔ جب لشکر اسلام وادی حنین کے قریب پہنچا تو اچانک دشمن کی طرف سے تیروں کی بوچھاڑ آئی جس کے نتیجے میں ایسی بھگدڑ مچی کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چند افراد رہ گئے باقی سب تتر بتر ہوگئے۔ اصل میں یہ اللہ نے سبق سکھایا تھا کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہوگیا تھا۔ یعنی تمہارا بھروسا اللہ پر نہیں تھا بلکہ اپنی تعداد اور ساز و سامان پر تھا۔ معلوم ہوا کہ اسباب کا اہتمام بھی ضرور ہو لیکن کامیابی یا ناکامی کے لیے بھروسا اللہ پر ہو۔ یہی اصل میں توکل ہے۔ آگے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ﴾ ’’اے ایمان کے دعوے دارو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، سو ان سے بچ کر رہو‘‘ (التغابن:14)

اس آیت میں یہ راہنمائی دی گئی ہے کہ اگر دل میں واقعی ایمان ہے تو پھر تمہاری گھریلو زندگی کے معاملات میں اس نوعیت کی تبدیلیاں آنی چاہئیں کہ تم اپنے آل اولاد سے محبت تو کرو مگر ان کی محبت میں اتنے آگے نہ بڑھ جاؤ کہ اللہ کی اطاعت کو پیچھے چھوڑ دو۔ عام طور پر سمجھا یہی جاتا ہے کہ ایک انسان کے لیے سب سے زیادہ ہمدرد اس کی اولاد اور بیویاں ہوسکتی ہیں۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ سب سے قریبی رشتے ہی عزیز ہوتے ہیں اور انہیں سے ہمدردی اور وفا کی توقع بھی ہوتی ہے۔ ہمارے دین کی تعلیمات بھی یہی ہیں کہ اپنے گھر والوں، اپنی اولاد، ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو، ان کے حقوق ادا کرو، بیویوں کے حقوق، اولاد کی تربیت اور خاص طور پر انہیں اُخروی ناکامی سے بچانا دینی تعلیمات کا تقاضا ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ ’’اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے‘‘ (التحریم:6)

لیکن دوسری طرف قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ تمہارے دشمن ہیں۔ یہ اصل میں قرآن مجید کا چونکا دینے والا انداز ہے۔ اس کا مقصد انسان کو خبردار کرنا ہے کہ ان کی محبت میں اس قدر آگے نہ بڑھ جاؤ کہ ان کی فرمائشیں پوری کرنے کے لیے تم اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو نظرانداز کرنا شروع کردو، حلال حرام کی تمیز بھلادو۔ ایسی محبت تمہارے لیے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ ہمارے ہاں تصورات بھی کچھ اسی طرح کے پروان چڑھ رہے ہیں کہ اُسی شخص کو آئیڈیل مانا جاتا ہے جو خود تو ساری زندگی مصیبت کاٹتا ہے، لیکن اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلواتا ہے۔ چاہے انہیں کلمہ طیبہ سکھایا نہیں سکھایا، دین کی تعلیمات سے آگاہ کیا یا نہیں کیا لیکن دنیوی کامیابی کے گُر ضرور سکھائے۔ مگر ہوتا کیا ہے؟ وہی اولاد کینیڈا اور امریکہ میں جا کر بس جاتی ہے اور والدین کو بھول جاتی ہے۔ حاصل کیا ہوا؟ قرآن مجید میں دو جگہ یہ بات بیان ہوئی کہ روز آخرت جب لوگ دیکھیں گے کہ جہنم سامنے ہے تو اس وقت ان کی بڑی شدید خواہش ہوگی کہ کاش میری اولاد کو میری جگہ جہنم میں جھونک دیا جائے اور میں بچ جاؤں، میری بیوی، میرے کنبے قبیلے والے، میرے تمام رشتہ دار، سب جہنم میں چلے جائیں مگر میں بچ جاؤں۔ لیکن دنیا میں رہتے ہوئے اس کا خیال ہی کسی کو نہیں آتا۔ اسی لیے قرآن یہاں وارننگ دے رہا ہے، جگا رہا ہے کہ خبردار ہو جاؤ اور خاص طور پر یہاں خطاب ایمان والوں سے ہے کہ اپنی گھریلو زندگی کو اس طرح شعور اور دینی بیداری کے اندر رہ کر گزارو کہ تمہارے لیے اُخروی خسارے کا باعث نہ بن جائے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾﴾ ’’اور اگر تم معاف کردیا کرو اور چشم پوشی سے کام لو اور بخش دیا کرو تو اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔‘‘

ایک طرف تو کہا کہ یہ تمہارے دشمن ہیں لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ تم عفو و درگزر سے کام لو اور بخش دیا کرو، معاف کردیا کرو، درگزر کیا کرو۔ یعنی یہ نہ ہو کہ تم واقعی انہیں دشمن سمجھ کر گھر کو میدان جنگ بنالو۔ ہر ہر بات پر لڑائی جھگڑا شروع کردو نہیں بلکہ محبت، شفقت اور پیار سے سمجھانے اور معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرو۔ اس کے لیے بہترین ذریعہ دین کی تعلیمات ہیں۔ دین کی باتوں میں بڑی حکمت ہے۔ پھر بھی اگر وہ کوئی ایسی ضد کریں جس سے دینی یا اُخروی نقصان کا احتمال ہو تو انہیں پیار اور شفقت سے سمجھاؤ۔ اس سلسلے میں خاص طور پر مردوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ اللہ نے مردوں کو ہی گھر کا سربراہ بنایا ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاۗءِ﴾ ’’مرد عورتوں پر حاکم ہیں‘‘ (النساء:34)

گھر کے ادارے کا سربراہ شوہر ہوتا ہے یا والد ہوتا ہے۔ اُس پر لازم ہے کہ وہ ایک طرف گھر والوں کو منکرات سے، برائیوں سے باز رکھنے کی کوشش کرے اور دوسری طرف انہیں نیکی اور خیر کے کاموں کی ترغیب دے، آخرت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی تربیت کا اہتمام کرے تاکہ وہ اُخروی خسارے سے بچ سکیں۔

یہ ایمان حقیقی کے کچھ ثمرات کا تذکرہ تھا کہ اگر دل میں ایمان واقعی ہے تو اس کے بعد انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں یہ تبدیلیاں آنی چاہئیں۔ اگر یہ تبدیلیاں اپنی زندگی میں محسوس نہیں ہو رہیں تو پھر ہمیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے اور ایمان کی اس کمی کو پورا کرنے کی جلد از جلد کوشش کرنی چاہیے کیونکہ کسی کو بھی نہیں معلوم کہ مہلت عمر کب، کس گھڑی ختم ہو جائے۔ لہٰذا اُخروی خسارے سے بچنے کے لیے اوّلین شرط یعنی ایمان کے حصول کو پورا کرنا ہماری اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

نالۂ ابلیس　4　ابلیس کی دُہائی

9 **لعبتِ آب و گل از من بازگیر　　می نیاید کودکی از مرد پیر!**

اے خدا! (عصر حاضر کا یہ انسان میرے مقابلے سے ہٹادے اور) اس آب و گل کی گڑیا کو میرے سامنے نہ لا۔ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں اور مجھ سے بچوں والے کام مت کرا (یہ مغربی تہذیب کے بندر کی اولاد اوربطن و فرج کے پجاری انسان میرے مقابلے کی تاب نہیں رکھتے)

10 **ابنِ آدم چیست؟ یک مشتِ خس است　　مشتِ خس را یک شرار از من بس است!**

آج کا مغربی تہذیب کا دلدادہ اور IDEAL انسان کیا ہے؟ ایک مٹھی کوڑا ہے اور ایک مٹھی کوڑے کے لیے میرا ایک شرارہ یعنی ANIMAL INTSTICTS کا ایک موقع ہی ایسے انسان کوشرفِ انسانی سے گرانے کے لیے کافی ہے

11 **اندریں عالم اگر جُز خس نبود　　ایں قدر آتش مرا دادن چہ سود؟**

اے خدا! اگر تو نے اولادِ آدم کو حالیہ مغربی تہذیب کے دلدادہ انسانوں کی طرح کوڑے کا ڈھیر یا بودا اور ڈارون فرائڈ، مارکس، میگڈوگل، ران پال سارترے کا انسان ہی بنانا تھا تو مجھے اس قدر آتشیں بنانے اور آج تک زندہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی

9۔ (اے خدا) اس دورِ افرنگ کا آئیڈیل انسان ایک مٹی کی گڑیا ہے اسے تیرا، تیرے احکام اور روزِقیامت اپنے ابدی خسارے کا بالکل احساس ہی نہیں۔ ایسا بودا حریف اور مشت خاکِ فرنگ (ہالی وڈ اور بالی وڈ کے خمیر کا انسان) میرے مقابلے سے ہٹالے۔ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں اب مجھ سے بچوں والے کام نہ کرا۔ آج کے مغربی نظامِ تعلیم 1 اور میڈیا کے پروردہ انسان کے لیے تو کوئی بے وقوف اُلو، شرارتی گدھا اور جنسی بھیڑیا ’بندر‘ یا ’ریچھ‘ ہی کافی ہے۔ 2

10۔ آج کی فرنگی تہذیب کا حاصل اور پروردہ (بے خدا سائنس، اخلاق دشمن تعلیم اور ننگ انسانیت رویوں کا حامل) انسان ایک مٹھی تنکوں کی حیثیت رکھتا ہے جو میرے ایک شرارے (چنگاری) سے بے راہ روی کی آگ پکڑ کر شرفِ انسانی کو بھسم کر دیتا ہے۔ فرنگی (یعنی مغربی) تہذیب کا عالمی غلبہ ہے (جو دراصل یہود کا غلبہ ہے) 3 اور 1776ء کا سیکولرازم اور لبرل ازم کا چارٹر دراصل نیو ورلڈ آرڈر کی بنیاد ہے (جو حقیقتاً JEW WORLD ORDER ہے) یہ صہیونی ورلڈ آرڈر ایسی تفصیلات رکھتا ہے جو مغربی نامور مفکرین ڈارون، سگمنڈ فرائڈ، چارلس، میکڈوگل اور کارل مارکس کے نظریات سے کشید کیا گیا ہے اور میرا ہی دیا ہوا ذہن ہے اور فطرتِ انسانی کے EROTIC پہلوؤں کو انگیخت (AGITATE) کر کے خدا شناسی اور وحی شناسی کے جذبات کو خدا بےزاری اور وحی دشمنی میں بدل دیتا ہے۔ تا آنکہ میں آدمی کے اندر کے DIVINE SPARK یا ضمیر کو کمزور کر کے مردہ کر دیتا ہوں جس سے انسان جیسی APPEARANCE رکھتے ہوئے بھی انسان ایک جانور بن جاتا ہے۔ 4 آج کا انسان محض اپنی حیوانی جبلتوں (ANIMAL INSTINCTS) کا ہی مجموعہ ہے اور ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ (التّین:05) (پھر اس کو پست سے پست کردیا) حالانکہ اس ابن آدم کو (اے خدا!) تو نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (التّین:04) (ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے) سے تخلیق فرمایا تھا۔ ایسے انسان کے لیے میری ایک پھونک (شرارہ) ہی کافی رہتی ہے۔

11۔ (اے خدا!) آج (بیسویں اور اکیسویں صدی) عصر حاضر میں دنیا کی آبادی سات ارب سے زیادہ ہے مغربی افکار کی بالادستی ہے انسانوں کی عظیم اکثریت مغربی تعلیم، مغربی میڈیا اور نظریات کی وجہ سے تنکوں کی مٹھی ہے۔ اگر اس جہاں میں آج اس کوڑے کے سوا کچھ نہیں رکھا تو پھر اے پروردگار! آگ کے اس آتش فشاں ناچیز ابلیس کو متعین رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ مجھے اتنی آگ (اور بارود) دینے کی کیا ضرورت ہے یا میرے حریف ابن آدم کو اتنی جرأتِ ایمانی، غیرت دینی، عزمِ مصمم اور اعلیٰ کردار عطا فرما کہ وہ مجھے چاروں شانے چت کر سکے یا فرنگی سیاست کے عالمی غلبہ کی کیفیت میری ضرورت نہیں رہی۔

1 لارڈ میکالے (جس کا نظام تعلیم میں جنوبی ایشیا میں جاری ہوا اور جاری ہے) کا آئیڈیل رومی طرز حکومت ہے اور ان رومی بادشاہوں کی شخصیات کا خمیر مادہ بھیڑیا کا دودھ پی کر ہی بنا ہے۔

2 قارئین جانتے ہیں کہ اُلو، گدھا اور ریچھ اقوام مغرب کے لیے فخر کی علامتیں (INSIGNIAS) ہیں۔

3 بقول علامہ اقبال

ع　فرنگ کی رگِ جاں پنجہ یہود میں ہے

4 ﴿اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ o﴾ (الاعراف:179)

”یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں“۔

انڈین پائلٹ کو واپس کرنا ڈپلومیٹک شاہکار تھا کیونکہ اس ایک تیر سے کئی شکار ہوئے: ایوب بیگ مرزا

پلوامہ حملہ بھارت اور اسرائیل کی Inside Job تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ امریکہ اِس خطے سے جائے: عبداللہ گل

نائن الیون کے بعد گریٹر اسرائیل منصوبے کی باقی تمام رکاوٹیں دور ہو چکیں، اب وہ پاکستان کے درپے ہیں: آصف حمید

اسرائیل اور امریکہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح بھی جنگ چھیڑ کر پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر حملہ کر دیا جائے: رضاء الحق

بھارتی جنگی جنون کے پس پردہ محرکات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: تباہ شدہ انڈین طیارے کے پائلٹ ابھی نندن کو انڈین حکام کے حوالے کرنے کے حکومتی فیصلے کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میری رائے میں چند hawks کو چھوڑ کر، یا کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے مخالفت برائے مخالفت کی قسم کھائی ہوتی ہے' ان کو چھوڑ کر باقی تمام ملکی اور غیر ملکی سطح پر یہی محسوس کیا جا رہا ہے کہ یہ ایک ایسا ڈپلومیٹک شاہکار تھا جس سے ہندوستان کے سیاست دان تقسیم ہو گئے، جس سے ہندوستان کا میڈیا تقسیم ہو گیا اور وہ آپس میں لڑنے لگے۔ وہ میڈیا جو پاکستان کا نام لینے کے لیے تیار نہیں تھا، جس کی توجہ پاکستان کو گالیاں دینے پر مرکوز ہوتی تھی وہ تقسیم ہو کر پاکستان کے منہ کی بات بولنے لگا۔ اس لحاظ سے سفارتی محاذ پر یہ ہمارا بہت زبردست ڈپلومیٹک شاہکار تھا اور اس ایک تیر سے بہت سے شکار ہوئے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک مدت سے ہماری بعض قیادتوں یا ایجنسیوں کی وجہ سے پاکستان کے چہرے پر ایک داغ لگ چکا تھا کہ جیسے ہمارا دہشت گردی سے خصوصی لنک ہو اور پھر اس پروپیگنڈے کو بڑھاوا دینے والوں نے اور بڑھاوا دیا۔ دنیا میں کہیں بھی دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہو تو نام پاکستان کا آجاتا تھا۔ اگرچہ یہ داغ آسانی سے صاف نہیں ہو سکتا اس لیے کہ یہ داغ لگانے والے مزید لگانے پر تلے ہوئے ہیں لیکن ہماری حکومت کے حالیہ اقدامات سے یہ داغ ماند ضرور پڑ گیا ہے۔ دنیا کو محسوس ہوا ہے کہ پاکستان امن چاہتا ہے۔ عام لوگوں نے بھی کہا کہ یہ ایک ایسا قدم اٹھایا گیا ہے کہ جس سے پاکستان کا پُرامن چہرہ دنیا کے سامنے آ گیا۔ جبکہ دوسری طرف ہندوستان کے پروپیگنڈے کو سفارتی محاذ پر بہت پسپائی ہوئی ہے۔ آج کے دور میں جنگ صرف میدان میں ہی نہیں لڑی جاتی بلکہ یہ جنگ نفسیاتی اور سفارتی بھی ہوتی ہے اور میڈیا میں بھی لڑی جاتی ہے۔ ان سارے میدانوں میں لڑنا پڑتا ہے۔ اگر تو یہ ہوتا کہ پاکستان عسکری اور معاشی لحاظ سے ایک سپر پاور ہوتا تو پھر ہم کہہ سکتے تھے کہ ہم کیوں کسی کی پروا کریں۔ لیکن پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ اس کی سابقہ قیادتوں نے

مرتب: محمد رفیق چودھری

پاکستان کے ساتھ ایسا ناروا سلوک کیا ہے جس سے پاکستان آج معاشی لحاظ سے انتہائی کمزور ہو چکا ہے۔ جبکہ آج کی دنیا میں معاشی طاقت ہی اصل طاقت ہوتی ہے۔ عسکری قوت اسی کی ہوگی جس کی معیشت بہتر ہوگی اور پاکستان معاشی طور پر ICU میں پڑا ہے اور ابھی تک وہاں سے نکلنے کے قابل نہیں ہوا۔ لہٰذا پاکستان کو بہت سی چیزوں کو دیکھنا تھا۔

سوال: پلوامہ حملے کے بعد پاک بھارت کشیدگی کے بارے میں کیا کہیں گے؟

عبداللہ گل: میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ پلوامہ حملہ اپنی جگہ، لیکن میں اس سے ایک دن پیچھے جانا چاہوں گا کہ 13 فروری کو ایران کے اندر پاسداران کے اوپر حملہ ہوا۔ پھر اس کے بعد 14 فروری کو پلوامہ میں بھی ایک حملہ ہو جاتا ہے جس میں نچلی ذات (دلت) کے ہندو فوجی مارے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بغیر کسی ثبوت کے پانچ منٹ میں وڈیوز جاری ہو جاتی ہیں۔ اس میں بہت سارے سوالات بھی اٹھتے ہیں۔ امریکی ساخت کی گنیں وہاں سے برآمد ہوتی ہیں۔ کشمیر میں آٹھ لاکھ فوج کی موجودگی میں اتنا زیادہ بارودی مواد کہاں سے آیا؟ وہ وہاں تک کیسے پہنچا؟ ون وے ٹریفک میں گاڑی 20 کلومیٹر دور سے چلتی ہوئی آئی، کسی نے اس کو پوچھا نہیں؟ پھر پانچ منٹ میں ایمبولینسز وہاں پہنچ گئیں جبکہ یہ ناممکن اس لیے ہے کہ سب سے قریبی ہسپتال دس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ تو پھر پاکستان کے اوپر یہ کیسے الزام ڈال دیا گیا؟ پھر انہیں فوری طور پر یہ کیسے معلوم ہوا کہ دھماکہ تین سو پچاس کلوگرام کا تھا۔

سوال: کیا پلوامہ حملہ انڈیا کی inside job تھی؟

عبداللہ گل: ان سائیڈ جاب تو ہے ہی لیکن میں اس کو ایک اور نام دینا چاہوں گا کہ اصل میں ساری برائی کی جڑ اسرائیل ہے۔ بہت سارے لوگ ایران کی مخالفت بھی کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب 2006ء میں کرنل رالف پیٹرز نے ایک نقشہ بنایا تھا جس کو بلڈ بارڈرز کا نام دیا گیا تھا۔ اس کے اندر آزاد بلوچستان ریاست دکھائی گئی تھی۔ جس میں پاکستان کا بلوچستان، ایران کا سیستان اور بلوچستان اور کچھ علاقہ جو افغانستان میں احمد قبائل کا ہے وہ بھی اس میں شامل کیا گیا تھا۔ لہٰذا یہ نہ تو افغانستان اور پاکستان کے حق میں ہے اور نہ ہی ایران کے حق میں ہے کہ امریکہ یہاں رہے۔ تو پھر کون ہے ایسی قوت جو نہیں چاہتی کہ امریکہ اس خطے سے انخلاء کرے؟ ایک بھارت ہے جس نے 4.2 بلین ڈالر کی تجارت کابل حکومت کے ساتھ کی ہوئی ہے۔ دوسرا اسرائیل ہے جس کو معلوم ہے کہ شام میں امریکی فوجوں کے انخلاء کے بعد وہ تنہا ہو گیا اور آپ نے دیکھا کہ چند دن قبل ہی اس نے THAAD (Terminal high altitude area defence) اینٹی میزائل سسٹم اسرائیل میں نصب کر دیا ہے۔ پھر 18 فروری کو افغان طالبان کے ایک وفد نے

پاکستان آنا تھا لیکن وہ نہیں آیا' اس کے پیچھے کیا محرکات تھے وہ ایک علیحدہ بحث ہے۔ لیکن ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پلوامہ کا واقعہ اسرائیل اور بھارت کی inside job ہے۔ کیونکہ بالاکوٹ میں بھارت نے جو ایئر سٹرائیک کی اس سے اسرائیل کا تانا بانا اس لیے جڑتا ہے کہ اس وقت مینگلور میں بھارت اور اسرائیلی فضائیہ کی مشترکہ مشقیں چل رہی تھیں۔ 1987ء میں جب میرے والد جنرل حمید گل مرحوم آئی ایس آئی کے سربراہ تھے اور جنرل ضیاء الحق شہید صدر پاکستان تھے' اس وقت یہ خبر ملی کہ اسرائیلی جہازوں نے ہندوستانی جھنڈے پینٹ کیے ہوئے ہیں اور وہ سری نگر ایئرپورٹ پر تیار کھڑے ہیں تاکہ نیلور میں پاکستان کے ایٹمی پروجیکٹ پر حملہ کر سکیں۔ جب یہ بات کنفرم ہو گئی تو میرے والد صاحب نے یہ خبر صدر ضیاء الحق کو پہنچائی۔ ضیاء الحق صاحب نے ہندوستان کو یہ پیغام دیا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے اوپر حملہ کب ہو گا اور کس طرح ہو گا لیکن ہم پہلا کام یہ کریں گے کہ بمبئی کے پاس جو نیوکلیئر پاور پلانٹ ہے اس کو ایٹمی راکھ میں تبدیل کر دیں گے۔ پھر دوسرا پیغام میرے والد صاحب نے فرانس کے ذریعے اسرائیل کو یہ دیا کہ پاکستان چالیس سال پہلے معرضِ وجود میں آیا' ہمیں نہیں معلوم کہ کل ہم زندہ رہیں گے یا نہیں لیکن ہم مرنے سے پہلے دنیا کے نقشے سے ریاست اسرائیل کو کھرچ کے رکھ دیں گے اور وہ صلاحیت اور وہ ہتھیار ہمارے پاس موجود ہے۔ دو گھنٹے کے بعد اسرائیلی جہاز وہاں سے جا چکے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اب بھی ایسا ہی یہاں کیا گیا۔ ہندوستان کھلی جارحیت کر رہا ہے۔ جو لوگ بزدلانہ انداز میں کہہ رہے ہیں کہ یہ حملہ نہیں تھا تو میں ان سے کہوں گا کہ خدا کے لیے معذرت خواہانہ پالیسیوں سے باہر نکلیں۔ وہ ہمارے گھر کے اندر آ کر بم پھینک کے چلے گئے تو حملہ اور کس کو کہتے ہیں؟

سوال: جبہ اور راجستھان سیکٹر میں پاکستان پر انڈین حملے کے منصوبے میں اسرائیل کا کیا کردار تھا؟

عبداللہ گل: میں سمجھتا ہوں کہ اسرائیل پاکستان کا ازلی دشمن ہے۔ اس حوالے سے قائداعظم محمد علی جناح کی پالیسی بڑی واضح اور دوٹوک تھی۔ 1947ء میں جب اسرائیلی صدر نے ان کو خط لکھا کہ پاکستان اسرائیل کو قبول کرلے تو قائداعظم نے جواب دیا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے اور پاکستان کا بچہ بچہ یہ عزم رکھتا ہے کہ ہم اس سے ٹکرا جائیں گے حتیٰ کہ اس کو پاش پاش نہ کر دیں۔ اسرائیل کے اندر بہت خوف وہراس پایا جاتا ہے کیونکہ ان کی اپنی کتابوں میں کہا گیا ہے کہ ایک آگ کی دیوار ہو گی جو اسرائیل کو نیست و نابود کر دے گی اور انہیں پتا ہے کہ عالم اسلام میں ایٹمی طاقت صرف پاکستان ہے اور پاکستان ہی یہ آگ کی دیوار قائم کر سکتا ہے۔ اسی لیے اسرائیل کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ پاکستان کو جینے نہ دیا جائے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر امریکہ اس خطے سے باہر نکلے گا تو پاکستان کی طاقت دوگنا بڑھ جائے گی، اس کو معاشی استحکام میسر ہو جائے گا، چین کے ساتھ سی پیک اپنے عروج پر پہنچ جائے گا اور اس کے بعد پاکستان کو روکنا ناممکن ہو جائے گا۔ وسط ایشیائی ریاستوں کی تجارتی منڈیاں اور معدنی وسائل پاکستان کے ہاتھ آ جائیں گے۔ پاکستان نیوکلیئر ریاست ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مضبوط فوجی قوت بھی رکھتا ہے جس نے دہشت گردی کی اس جنگ کو پچھاڑا جس کا امریکہ سمیت دنیا کے اڑتالیس ممالک افغانستان میں کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اسی طرح بھارت کو بھی معلوم ہے کہ امریکہ کے یہاں سے جاتے ہی وہ تنہائی کا شکار ہو جائے گا۔ پھر انہیں معلوم ہے کہ افغانستان سے جو لوگ اٹھیں گے وہ کشمیر کی ریاست کو ہندوستان کے ناپاک قدموں سے آزاد کرائیں گے۔ کشمیر میں جو اس وقت تحریک چل رہی ہے وہ اتنی کامیاب ہو چکی ہے کہ خود بھارت کے اندر بڑے بڑے لوگ اب تسلیم کر رہے ہیں کہ ہم کشمیر میں جنگ ہار چکے ہیں اور ہمیں پاکستان کے ساتھ سیاسی معاملات کو بہتر کرنا پڑے گا اور کشمیر کو آزادی دینی پڑے گی

سوال: اسرائیل پاکستان کا دشمن کیوں ہے؟

آصف حمید: اسرائیل کا اصل ایجنڈہ گریٹر اسرائیل کا قیام ہے۔ اس ایجنڈے کی تکمیل کے لیے یہودیوں نے گلف وار، عراق ایران جنگ اور نائن الیون جیسے واقعات کرائے تاکہ مسلمان کمزور ہوں۔ ان تمام واقعات کا فائدہ اسرائیل کو حاصل ہوا۔ نائن الیون کے بعد انہوں نے کھل کر یہ کام کیا کہ جو جو ملک اسرائیل کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے تھے ان کے خلاف سپر پاور امریکہ کو استعمال کر کے انہیں کمزور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اب ان کے ہدف میں سب سے بڑی رکاوٹ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام ہے۔ پاکستان کے حوالے سے جتنی توقعات وہ رکھتے ہیں اتنی شاید ہم نہ رکھتے ہوں کیونکہ ہمیں علم نہیں ہے لیکن وہ جانتے ہیں کہ پورے عالم اسلام میں کہیں کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو پاکستانی قوم بے چین ہو جاتی ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ پاکستان کا قیام ممکن ہی نہیں تھا بلکہ یہ ایک معجزے کی صورت میں اچانک وجود میں آیا۔ اسرائیل اس کے بعد معرضِ وجود میں آیا۔ انہیں یہ بھی پتا ہے کہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اور اس نظریہ کو ختم کرنے کے لیے وہ پوری طرح کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ یہاں کی این جی اوز اور دانشوروں سے کہلوا رہے ہیں کہ نظریۂ پاکستان اب باقی نہیں رہا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان عالم اسلام کے لیے آخری چٹان کی حیثیت رکھتا ہے۔ عبداللہ گل صاحب کے والد حمید گل مرحوم نے ہی کہا تھا کہ نائن الیون بہانہ، افغانستان ٹھکانہ اور پاکستان نشانہ۔ پاکستان کی تاریخ دیکھیں تو اس میں معجزات کا ایک تسلسل نظر آتا ہے۔ پاکستان کا قیام معجزہ، اس کا اب تک برقرار رہ جانا معجزہ، پاکستان کا نیوکلیئر طاقت بننا اور اب اس طاقت کا برقرار رہنا یہ سارے معجزات ہی تو ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے خاص فضل اور کرم کا نتیجہ ہے۔ نائن الیون کے بعد ان کے سامنے دو ٹارگٹس تھے۔ ایک افغانستان کی اسلامی حکومت، جو وہاں صحیح معنوں میں مضبوط ہو رہی تھی۔ بقول مرحوم جاوید اقبال (پسر اقبال) جو نظام افغانستان میں طالبان نے قائم کیا ہے وہ اگر دو چار اور اسلامی ممالک میں قائم ہو جائے تو ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ لہٰذا نائن الیون کے بعد سب سے پہلے افغانستان کی اس اسلامی حکومت کو ختم کیا گیا تاکہ دنیا اسلام کے ثمرات دیکھ نہ سکے۔ لیکن اب افغان طالبان کے ہاتھوں امریکہ کو ذلت کا سامنا ہے اور وہ بھاگنے کے چکروں میں ہے۔ وہ چاہ رہا ہے کہ اس کی کچھ عزت باقی رہ جائے۔ دوسرا ٹارگٹ ان کا پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام تھا۔ اس کے خلاف انہوں نے پہلے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ پاکستان میں دہشت گرد ہیں جو پاکستان کے نیوکلیئر ہتھیاروں پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ اپنے طور پر انہوں نے بھرپور کوشش کی کہ پاکستان سے یہ صلاحیت چھین لی جائے۔ لیکن شاید اللہ کو کچھ اور منظور ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تھا تو سب سے زیادہ سعودی عرب نے خوشی منائی تھی۔ کیونکہ سعودی عرب والوں کو پتا ہے کہ آدھا سعودی عرب گریٹر اسرائیل کی زد میں آتا ہے۔ اس لیے سعودی عرب کا ہر فرمانروا پاکستان کو ایک سٹینڈ بائی پروٹیکٹر کے طور پر دیکھتا ہے۔ آج بھی حرمین میں پاکستانی کمانڈوز تعینات ہیں۔ لہٰذا پاکستان کا ایک سپیشل سٹیٹس ہے۔ اسی لیے اس وقت اسرائیل کا پیسہ انڈین میڈیا پر لگ رہا ہے اور وہ پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ حالانکہ انڈیا کی فوج اور عوام جنگ نہیں چاہتے۔ لیکن اسرائیل ہر صورت میں جنگ بھڑکانا چاہتا ہے اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ کچھ عرصہ میں اسرائیل اور کوئی حملہ کروا دے تاکہ پھر دوبارہ سے جنگ

شروع ہو۔ لہٰذا پاکستان کو اپنی بقاء اور اپنے نیوکلیئر پروگرام کے تحفظ کے لیے اپنی سٹریٹجی بہت بہتر کرنی ہوگی۔ جس طرح قرآن مجید میں حکم آیا ہے کہ:

''اور تیار رکھو ان کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے (تا کہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو'' (الانفال:60)

یعنی اتنی تیاری ہو کہ جو اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں پر رعب طاری کردے۔ اس پالیسی پر پاکستان کو مزید آگے بڑھنا چاہیے۔

سوال: OIC کے اجلاس میں انڈین وزیر خارجہ کی مہمان خصوصی کے طور پر شرکت، پاکستان سمیت کئی اور ممالک کا بائیکاٹ اور اجلاس کا مشترکہ اعلامیہ: پاکستان نے اس سارے Episode میں کیا کھویا کیا پایا؟

رضاء الحق: حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا میں اس طرح کے کسی ادارے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اگر اہمیت ہے تو ان بلاکس کی ہے جو کوئی طاقت رکھتے ہیں اور جن میں امریکہ اور اس کے اتحادی موجود ہیں۔ اسرائیل کا اس وقت پوری دنیا میں سب سے اہم رول ہے۔ دنیا میں اس وقت جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس میں اسرائیل کا کردار لازمی ہوتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ بین الاقوامی برادری کی گڈ بکس میں آنا، امن کے لیے کوششیں کرنا یا اپنے امیج بلڈنگ کے لیے کچھ کام کرنا' دیکھنے میں تو یہ بہت اچھی چیزیں ہیں اور بظاہر کچھ عرصے کے لیے ان کے فوائد بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن ہم نے تاریخی طور پر دیکھا ہے کہ گڈ بکس سے نکال دینے میں زیادہ دیر بھی نہیں لگتی۔ کسی ایک واقعہ یا بہانہ کو بنیاد بنا کر وہ آپ کی صدیوں کی اچھی کوششوں کو ملیامیٹ کر سکتے ہیں۔ لیبیا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ 2009ء میں لیبیا نے ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کی بات کی تھی تو اٹلی کے وزیر اعظم کرنل قذافی سے گلے مل رہے تھے۔ لیکن دو سال بعد ہی قذافی اور اس کی قوم پر یہ کیس بنا دیا گیا کہ یہ دہشت گرد ہیں اور پھر اس کے ساتھ جو حشر ہوا وہ ساری دنیا نے دیکھا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ عرصے کے بعد معاشی طور پر مضبوط ہو جائیں گے۔ ہم بہت زیادہ کچھ حاصل کر لیں گے۔ لیکن مثال کے طور پر پاکستان یا انڈیا کے اہداف ہیں کہ ہم 2030ء تک یہ یہ حاصل کریں گے یا 2025ء تک یہ یہ حاصل کریں گے۔ لیکن 2019-20-21ء میں امریکہ، اسرائیل اور دوسری طاقتیں مل کر ان کی جنگ کروا دیتے ہیں تو ان کے سارے اہداف ملیامیٹ ہو جائیں گے۔ جس تیزی کے ساتھ اسرائیل اپنے گریٹر اسرائیل کے منصوبے کی طرف بڑھ رہا ہے اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ 4 مارچ کو فلسطین میں قائم امریکی مشن جس کو consulate کہا جاتا ہے' امریکہ نے اسرائیل میں واقع اپنی ایمبیسی میں ضم کر دیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ مسئلہ فلسطین کا دو ریاستی حل ختم کر دیا گیا ہے جس کے بارے میں امریکہ ہمیشہ بات کرتا رہا ہے۔ گویا اب وہاں صرف ایک ہی ریاست اسرائیل ہو گی۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جس طرح انڈیا کے انتہا پسند ہندو کہتے ہیں کہ ہم قانون میں ایسی تبدیلیاں کرنا چاہتے ہیں کہ جس کے بعد بھارت ایک ہندو سٹیٹ بن جائے گا جس میں تمام حقوق صرف ہندوؤں کو حاصل ہوں گے۔ ان دونوں ممالک کے عزائم آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ لہٰذا عالمی طاقتوں کا جو ایجنڈا ہے اس کے سامنے OIC کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پاکستان کے علاوہ ترکی، ایران اور کچھ دوسرے ممالک کے وزرائے خارجہ بھی وہاں نہیں گئے۔

البتہ OIC کے اس اجلاس میں دو تین واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں جن کی وجہ سے انڈیا کو خفت اُٹھانی پڑی ہے۔ ایک یہ کہ وہاں مسلمانوں پر بھارتی مظالم کی کھل کر مذمت کی گئی۔ دوسرا پلوامہ واقعہ کے بعد بھارت کی پاکستان پر الزام تراشی کی بھی مذمت کی گئی اور کشمیر میں بھارت کی فوج کشی پر بات ہوئی۔ تیسرا بابری مسجد کو گرانے اور اس کی جگہ رام مندر بنانے کی بھارتی کوشش کو بھی ناپسندیدہ قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ بابری مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا جانا چاہیے۔ ان باتوں سے بھارت کافی ناراض ہوا ہے اور انتہا پسند ہندو تنظیم آر ایس ایس کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے ایک ممبر نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر OIC یہ کہتی ہے کہ وہاں بابری مسجد بننی چاہیے تو پھر ہمیں بھی یہ کہنے کا حق ہے کہ خانہ کعبہ ہمارا ہے۔ حالانکہ یہ کتنی بیوقوفانہ بات ہے۔ لیکن ہندو اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ بہرحال انڈیا نے کافی سبکی محسوس کی ہے کہ ہمیں مہمان خصوصی کے طور پر بلایا گیا لیکن ہمارے خلاف تقاریر بھی ہوئیں اور اعلامیہ بھی ہمارے خلاف پاس ہوا۔ میرے خیال میں پاکستان کا یہ ایک اچھا فیصلہ تھا کہ OIC کے اجلاس میں براہ راست حصہ نہیں لیا۔ تاہم انڈیا پر بھی OIC کے اعلامیہ کا کوئی اثر نہیں ہونے والا۔ اس کے عزائم ظاہر ہیں۔ سابق ''را'' چیف وکرم سود نے حالیہ دنوں میں ایک آرٹیکل لکھا ہے جس کا عنوان باقاعدہ یہ لکھا ہے کہ: If US troops exit Kabul, and the (Afghan) Taliban holds sway, Pakistan could unleash" Ghazwa-e-Hind against India.

گویا ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ پاکستان ایک خطرناک دشمن کے طور پر ہمارے سامنے ہے اور طالبان افغانستان میں دوبارہ پاور میں آئیں گے تو ہمارے خلاف میدان میں آ جائیں گے اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے اندر آزادی کی تحریکیں بھی بہت ہیں اور یہ تحریکیں زیادہ تر سرحدی ایریاز میں ہیں جہاں سے دوسرے ملک پر حملہ کرنے کے لیے موومنٹس بھی بہت مشکل ہیں۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ اسرائیل اور امریکہ کی جانب سے جنگی جنون بڑھکانے کے باوجود انڈیا نے جنگ کی ہمت نہیں کی کیونکہ بہت سارے معاملات میں وہ ڈرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود امریکہ اور اسرائیل اس کے بازو مروڑ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں ٹرمپ نے کہا کہ ہم انڈیا کا موسٹ فیورٹ نیشن کا سٹیٹس ختم کر دیں گے۔ اس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر کے وہ اسے جنگ پر آمادہ کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ ان کی آخری حد تک کوشش یہی ہے کہ کسی طرح بھی پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر حملہ کر کے انہیں ختم کر دیا جائے اور پھر اس کو بھی لیبیا، شام اور عراق کی طرح کمزور کر دیا جائے۔

ایوب بیگ مرزا: OIC میں انڈین وزیر خارجہ کو بلانا عرب ممالک کی مجبوری تھی کیونکہ وہ امریکہ اور اسرائیل کے آگے جس قدر جھک چکے ہیں اس کے مطابق یقیناً انہیں حکم دیا گیا ہوگا کہ ایسا کرو۔ اس پر پاکستان نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ لیکن اس کا نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کی ناراضگی کو دیکھتے ہوئے انہوں نے پاکستان کو آفر دی کہ جو اعلامیہ آپ لکھیں گے ہم اس کو منظور کر دیں گے۔ جو اعلامیہ لکھا گیا اور منظور ہوا اس پر بھارت کو زیادہ تکلیف ہوئی کہ جہاں ہم گئے تھے بجائے اس کے کہ ہمارے فیور میں کوئی لفظ بولا جاتا اُلٹا آج تک او آئی سی نے اتنا سخت ردعمل بھارت اور کشمیر کے حوالے سے نہیں دیا جو اس اعلامیہ میں دیا گیا۔ اللہ کی طرف سے جو ہوتا ہے وہ بہتر ہوتا ہے اور یہ اللہ ہی کی طرف سے ہی ہوا۔

سوال: پلوامہ حملے کے بعد حکومت پاکستان کی طرف سے اٹھائے جانے والے مختلف اقدامات بیرونی دباؤ کا نتیجہ ہیں یا نیشنل ایکشن پلان کا حصہ ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس حوالے سے جیو کے معروف اینکر حامد میر نے کہا ہے کہ دسمبر 2018ء میں پاکستان کے وزیر اعظم نے یہ آرڈرز دیے تھے۔ یعنی پلوامہ واقعہ سے دو ماہ پہلے کی بات ہے۔ ان آرڈرز کے تحت اقدامات

کیے جا رہے ہیں۔ ویسے حکومت نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم کوئی سختی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے لیکن بہر حال 44 لوگ گرفتار ہوئے ہیں جو کہ نہیں ہونے چاہئیں تھے۔

رضاء الحق: یہ پلوامہ واقعہ کا ردعمل نہیں ہے۔ اصل میں FATF (جس میں چین بھی ہے) نے پاکستان کو گرے لسٹ سے نکالنے کے لیے اور خاص طور پر بلیک لسٹ میں نہ ڈالنے کے لیے جو کچھ شرائط رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ ان تنظیموں کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ انصاف کو ہر قیمت پر قائم ہونا چاہیے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جس وقت مشرقی پاکستان نہیں بنا تھا اس وقت بھی شیخ مجیب الرحمان کی جماعت کو سپریم کورٹ نے کالعدم قرار دیا ہوا تھا۔ اسی طرح کا معاملہ اے این پی کے ساتھ بھی کیا گیا لیکن وقتاً فوقتاً ان سے مذاکرات بھی ہوتے رہے اور آج کل وہ لوگ مین سٹریم میں بھی موجود ہیں۔ کے پی کے میں ان کی حکومت رہی ہے۔ لہٰذا ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آپ کسی کے کہنے پر یا کسی کو خوش کرنے کے لیے ٹارگٹ کرنا شروع کر دیں۔

سوال: کیا پاکستان میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں کرنے والوں کو اسرائیل کی پاکستان دشمنی نظر نہیں آتی؟

آصف حمید: جو لوگ اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کرتے ہیں ان میں کچھ مذہب بے زار لوگ اور کچھ این جی اوز شامل ہیں۔ عربوں کے پاس تو طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ اسرائیل کا مقابلہ کر سکیں کیونکہ عربوں کو انہوں نے عیاشی میں لگا کر ان کے اندر سے جنگ کی جرأت کو ہی ختم کر دیا۔ عرب اس وقت نبی اکرم ﷺ کی حدیث ((حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ)) یعنی دنیا سے محبت اور موت کا خوف کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان کے پاس تو اسرائیل کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ لیکن پاکستان کا اپنا ایک مقام ہے۔ دنیا میں دو ہی نظریاتی ریاستیں ہیں۔ پاکستان نظریاتی ریاست ہے جبکہ اسرائیل نظریاتی پلس نسلی ریاست ہے۔ جو لوگ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان اسرائیل کو قبول کر لے ان کے سامنے اب یہ چیز آ جانی چاہیے کہ جس طرح اسرائیل پاکستان کو اپنے لیے خطرہ سمجھتا ہے ہمیں بھی اس کو ویسا ہی سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ اس نے اپنے گریٹر اسرائیل کے نقشے کو مکمل کرنا ہے اور اس کے لیے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی پوری کوشش کرے گا۔ یہودی تقریباً 2 ہزار سال سے اپنے مسایاح کے منتظر بیٹھے ہیں۔ پاکستان کے لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ پاکستان اللہ نے ہمیں معجزے کے طور پر دیا ہے اور جس مقصد کے لیے یہ ملک بنا ہے ہمیں اس کو ذہن میں رکھنا چاہیے اور پاکستان ہی وہ ملک ہے جس کا ایک حصہ خراسان کے اُس تاریخی علاقے میں آتا ہے جس کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے احادیث میں پیشن گوئیاں کی ہیں کہ خراسان سے فوجیں جائیں گی جو عرب میں مہدی کی مدد کریں گی۔ آج اگر ہمارے عسکری اداروں نے عسکری لحاظ سے یہ ترقی نہ کی ہوتی تو پاکستان کا وجود ہی نہ ہوتا۔ کیونکہ ہنود اور یہود کا گٹھ جوڑ اسلام اور پاکستان کے خلاف ہے اور رہے گا اور آپ جتنی مرضی اچھی امیدیں لگا لیں وہ کبھی باز نہیں آئیں گے۔

> قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(07 تا 13 مارچ 2019ء)

جمعرات (07 مارچ) کو صبح 9 بجے تا نمازِ ظہر مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ اسی روز بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) کے طالب علم جناب مقصود احمد ملاقات کے لیے آئے۔ انہوں نے اپنے کسی ذاتی مسئلے کے حوالے سے امیر تنظیم سے رہنمائی حاصل کی۔ جمعہ (08 مارچ) کو جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ اسی شام بعد نمازِ عصر جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں منعقدہ ایک محفل نکاح میں خطبہ دیا۔

ہفتہ (09 مارچ) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے۔ بعد نمازِ ظہر طے شدہ شیڈول کے مطابق حلقہ پنجاب جنوبی کے دورے کے لیے ملتان روانگی ہوئی۔ مرکز ''دارالاسلام'' سے جناب ناظم اعلیٰ بھی شریکِ سفر ہوئے۔ عشاء کے وقت ملتان پہنچے۔ بعد نمازِ عشاء قرآن اکیڈمی ملتان میں تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کے ناظمین ومعاونین سے ملاقات کی نشست ہوئی' جس میں تمام شرکاء کا امیر تنظیم سے تعارف کرایا گیا۔ سالانہ اجتماع کے حوالے سے انتظامی پہلوؤں میں مشکلات اور آئندہ انتظامات کو مزید بہتر بنانے کے لیے ممکنہ تدابیر پر بھی غور کیا گیا۔ یہ نشست تادیر جاری رہی۔ امیر محترم نے پوری تنظیم کی جانب سے ملتان کے ساتھیوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جن کے بھرپور تعاون کے نتیجے میں سالانہ اجتماع کا انعقاد ممکن ہوا۔ اس موقع پر اجتماعی کھانے کا بھی اہتمام تھا۔ اتوار (10 مارچ) کو طے شدہ پروگرام کے مطابق قرآن اکیڈمی ملتان میں صبح 8 تا 10 بجے حلقہ پنجاب جنوبی کی مجلس شوریٰ کے ارکان سے ملاقات رہی۔ بعد ازاں' دوپہر 1 بجے تک حلقہ کے رفقاء کے اجتماع میں شریک ہوئے۔ امیر حلقہ نے مقامی امراء کا' مقامی امراء نے اپنے اپنے نقباء کا اور پھر نقباء نے نئے رفقاء کا تعارف کرایا۔ بعد ازاں' سوال وجواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ امیر محترم نے تمام سوالوں کے اطمینان بخش جواب دیے۔ پروگرام کے آخر میں امیر تنظیم نے مختصر تذکیری خطاب بھی فرمایا۔ نمازِ ظہر اور کھانے کے بعد چند رفقاء سے انفرادی ملاقاتیں رہیں۔ سہ پہر 3 بجے لاہور واپسی کے لیے روانگی ہوئی۔

سوموار (11 مارچ) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے۔ اسی دوران تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم زکوٰۃ اپنے شعبے کے حوالے سے بعض اہم امور پر گفتگو کے لیے تشریف لائے۔ منگل (12 مارچ) کو صبح 10 بجے سے نمازِ ظہر تک ''دارالاسلام'' میں تنظیمی امور نمٹائے۔ اسی شام 7 بجے طے شدہ پروگرام کے مطابق مریم شادی ہال میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم علامہ اقبال ٹاؤن کے رفقاء سے اجتماعی ملاقات رہی۔ معمول کے مطابق مقامی امیر نے اپنے نقباء کا اور پھر نقباء نے نئے رفقاء کا تعارف کرایا۔ بعد ازاں' سوال وجواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ اس پروگرام میں نائب ناظم اعلیٰ (مرکز) نے بھی شرکت کی۔ بدھ (13 مارچ) کو دوپہر 12 بجے قرآن اکیڈمی میں ہفت روزہ جریدے ''ندائے ملت'' کے نمائندے کو انٹرویو دیا۔ اس موقع پر مرکزی ناظم نشر واشاعت بھی موجود رہے۔

(مرتب: محمد خلیق)

کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں......!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

خطے میں امریکہ کا تعینات کردہ چودھری، بھارتی وزیراعظم مودی پاکستان پر جن عزائم سے جھپٹا تھا، اسے لینے کے دینے پڑ گئے۔ بلا جواز، بلا شواہد، پاکستان میں خیبر پختونخوا کے اندر تک گھس کر بالاکوٹ پر حملہ کر گزرا۔ صرف ہاتھ لگا کر دوڑ جانے کی شرط پوری کر کے جھوٹ کے طومار باندھے۔ اس واقعے اور مابعد پر یہ ضرور ہوا کہ سبھی اپنے پرائے پہچانے گئے۔ پاکستان کہاں کھڑا ہے۔ مشکل وقت پر کس نے ساتھ دیا؟ سب کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ جو امریکہ طالبان سے مذاکرات کے لیے آگے پیچھے پھر رہا تھا بھارت نوازی پر اتر آیا۔ آنکھیں ماتھے پر رکھ لیں۔ امریکی نیشنل سکیورٹی ایڈوائزر جو ٹرمپ سے زیادہ منہ پھٹ ہے، نے کہا کہ ''بھارت کو اپنے دفاع کا حق ہے۔'' بھارتی جارحیت کی مذمت امریکہ نے تو کیا کرنی تھی برادر مسلم ممالک بھی منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے رہے۔ 65ء اور 71ء کی جنگوں میں پورا عالم اسلام ہمارا پشت پناہ تھا۔ اب ایٹمی پاکستان کیا خارجہ پالیسی، سفارتی اعتبار سے اتنا کمزور پڑ گیا کہ کڑے وقت میں اظہارِ یک جہتی کسی نے نہ کیا؟ اگر اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی ہماری مدد کو نہ آتی، یہ غیر معمولی فتح ہمیں دو بھارتی جہازوں اور ایک ہیلی کاپٹر گرانے کی صورت نہ ملی ہوتی، تو ہم دنیا میں کھڑے ہونے کے قابل نہ رہتے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس غیر متوقع ملے نے نہ صرف بھارت بلکہ دنیا بھر پر ایک لرزہ طاری کر دیا ہے۔ بھارت نے منہ کی کھائی۔ اس کی سونڈ کو داغ لگا۔ بالواسطہ امریکہ تک اس جھٹکے کی لہریں گئیں۔ چہار جانب سے ہمیں رک جانے، صبر ضبط کی تلقین ہونے لگی۔ جو بہت جلد بڑھ کر دباؤ گھیراؤ کی صورت اختیار کر گئی۔ بھارت جہاز گرنے، پائلٹ گرفتار ہونے پر اکڑا رہا۔ مانگا تک نہیں۔ الٹا میزائل حملے پر کمربستہ ہو گیا۔ یہ سب امریکہ، اسرائیل پشت پناہی کا نتیجہ تھا کہ چوری اور سینہ زوری۔ یہ وقت ہمارے امتحان کا تھا۔ ہماری معاشی مجبوریاں ہمارے لیے بہادری، غیرت نگل کر ابھی نندن کو ابھی ابھی رہا کرنے کا سبب بنیں۔ (جس نوعیت کا جواب ہمارے جہازوں نے دیا تھا) میزائل حملے کی دھمکی بھی ٹھکانے لگ سکتی تھی اگر ہم کشکول بدست نہ ہوتے۔

اسی دوران ہونے والی او آئی سی کانفرنس (وزرائے خارجہ) کے فورم پر مسلم پاکستان سے بے اعتنائی عجب تھی، مایوس کن تھی۔ یوں تو OIC ہمیشہ سے ایسا ہی ریکارڈ رکھتی ہے، مسلم مفادات کے تحفظ میں اس کی لاچاری نئی تو نہیں۔ ہمیشہ ہی پانی سر سے گزر جانے کے بعد یہ خوابِ خرگوش سے کسمسا کر جمائیاں لیتی اٹھا کرتی ہے۔ اب نازک موقع پر بھارتی وزیر خارجہ (بھارت نہ مسلمان ہے نہ رکن نہ مبصر) کی بطور مہمان خصوصی شرکت، افتتاحی اجلاس میں، مسلم اخوت کے تابوت کا آخری کیل ثابت ہوئی۔ پاکستان کی درخواست کے باوجود دعوت نامہ واپس نہ لیا گیا۔ نتیجتاً مسلم پاکستان کے وزیر خارجہ نے احتجاجاً شرکت نہ کی۔

ہم نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سن کے ستم ظریف نے ہم کو اٹھا دیا کہ یوں!

پاکستان کے آنسو پونچھنے کو ہماری مجوزہ ایک قرارداد کشمیریوں پر مظالم کی مذمت، بھارت کی جانب سے فضائی حدود کی خلاف ورزی پر اظہارِ تشویش، پاکستان کے حقِ دفاع کی تائید پر مبنی، پاس کروا دی۔ جیسے دیگر روایتی مسلم قضیوں پر (مثلاً فلسطین) تذکرۃً پاس کی ہی جاتی ہیں۔ تاہم اجلاس کے اختتامی دبئی اعلامیے سے یہ تذکرہ غائب ہے، جو ہمارے نزدیک حیران کن اور تکلیف دہ ہے۔ اس کے برعکس ابوظہبی کے وزیرِ خارجہ کی سشما سوراج سے گرمجوش گفتگو کی تپش تصویر سے عیاں ہے، جیسے عبداللہ بن زید النہیان نے (ان کی آمد کو) تاریخی موقع قرار دیتے ہوئے کہا کہ ممکن ہے کہ ایک دن بھارت OIC کا رکن بن جائے۔ تاہم ایک سوال پر انہوں نے کشمیر کو پاکستان بھارت مابین بنیادی تنازعہ قرار دیتے ہوئے، جنوبی ایشیا کے امن کے لیے اس کا حل تلاش کرنا ناگزیر قرار دیا۔

جہاز گرائے جانے کے بعد بجائے اس کے کہ ہم مضبوط پوزیشن میں ڈٹ کر کھڑے ہوتے، الٹا ہم دبکے، شرمسار بیٹھے ہیں؟ یوں گویا ہم سے غلطی ہو گئی! بھارت اس صدمے سے نکلنے کے لیے چہار جانب ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ سو ہم پر دباؤ ہے بھارت امریکہ کا۔ برطانیہ فرانس کا دباؤ ہمیں 13 مارچ کی ڈیڈ لائن دے رہا ہے کہ فوری کارروائی کرو (نام نہاد دہشت گرد تنظیموں، مطلوبہ افراد کے خلاف) ورنہ بذریعہ سلامتی کونسل پابندیاں عائد کرنے کی دھمکی ہے۔ یعنی کشمیر پر مظالم کی بوچھاڑ پیچھے رہ گئی۔ بی جے پی، مودی کی بھارت بھر میں انتہا پسندی کا نشانہ بنتے مسلمان نظر نہ آئے۔ پاکستان کے خلاف جارحیت میں پہل اور لائن آف کنٹرول کی روزانہ خلاف ورزیاں فراموش کر دی گئیں۔ بلا ثبوت بلا شواہد ہم اپنے شہری، پکڑ دھکڑ جکڑ میں لے آئے؟ مودی کھلے بندوں افغانستان سے مدد مانگ رہا ہے۔ پاکستان کے جہاز گرا دو، منہ مانگا انعام دوں گا! ہم پکڑ پکڑ کر اپنے شہری حوالۂ زنداں کر رہے ہیں بہانے بہانے؟ دنیا میں کون سا ملک اپنے عوام کی ایسی تذلیل کرتا ہے؟ ابھی خطرہ جنگ کا ٹلا نہیں۔ آپ نے دیکھ لیا کہ ''ڈوموریا'' امریکہ آپ کی مدد کو نہیں آئے گا۔ یہ میزائل حملہ ڈراما ہماری گردن دبوچنے کو رچایا گیا، ورنہ بھارت کی اوقات ایک ہی ہلے میں سامنے آ چکی! امریکہ کے شکریے ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ فتح کا فارمولا، طاقت کا سرچشمہ آپ کے سامنے دھرا ہے۔ طالبان کے 18 سالوں میں اور حالیہ تجربے میں۔ پوری قوم یک زبان یکا یک متحد و متفق ہو کر کھڑی ہو گئی۔ یہ اللہ کا دیا نادر موقع تھا بات سمجھنے اور پالیسیاں درست کر کے امریکہ کے خوف یا دوستی کے واہمے سے نکل آنے کا۔ حقیقت اصلاً یہ ہے کہ:

''اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں، اور وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہو؟ پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔'' (آل عمران: 160)

اس وقت ہر چیز سے بڑھ کر ضرورت ملک میں اتحاد، اتفاق اور یک جہتی کی فضا کی ہے۔ بھارتی خطرہ ٹلا نہیں۔ مودی غرا رہا ہے۔ امریکہ بلبلا رہا ہے۔ ان پر یہ خوف طاری ہے کہ 18 سال جس جذبہ جہاد کو کچلنے کے لیے دن رات ایک کیے، دہشت گردی کا ڈھول پیٹتے دم نکل گیا، وہ بھارت کے ایک حملے نے صفر کر دیے۔ جہادی جذبہ پل بھر میں عود کر آیا۔ بھارت کے لیے سبھی ولولے

سے بھر کر سینہ سپر ہونے لگے۔ یقین جانیے دنیا بھر میں (اسلام دشمنوں کی) راتوں کی نیندیں حرام ہوگئیں۔ اسی لیے یہ دباؤ چہار جانب سے آن پڑا: ''مذہبی رہنما گرفتار کرو، تنظیمیں کالعدم کرو۔ کچلو اس لہر کو۔ لپیٹو جہاد کے تذکرے کو!'' سو ہم جت گئے۔ امریکہ کے بعد بھارت کے ڈومور کو؟ آپ نے اسے قبول کرلیا؟ مت بھولیں! بھارت کے مقابل اپنے بازوئے شمشیر زن سے امریکی دوستی جنگ اور آپریشنوں کے ہاتھوں ہم پہلے محروم ہوچکے۔ اب رہی سہی کسر ان عناصر کے خلاف نکال رہے ہیں جو بھارت کے خلاف دفاع کی دوسری لائن ہے؟ یہ سیکولر لبرل عناصر، یہ اداکار گویئے ماڈل، بے دین لکھاری تجزیہ نگار، یہ سب دودھ پینے والے مجنوں ہیں۔ گا بجا کر، بڑھکیں لگا کر، سوشل میڈیا کے ذریعے جنگ جیتنا ممکن نہیں۔

غزوۂ ہند کے آثار بھی ہیں۔ احادیث موجود ہیں۔ ٹائم فریم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تاہم اسرائیل کا براہِ راست اس محاذ پر گرم ہونا، اس کا افغانستان پر امریکیوں کے پردے میں عمل دخل کی راہیں استوار کرنا، مسجد اقصیٰ پر آئے دن دھاوا بول کر زبردستی مذہبی رسومات کی ادائیگی، شام کی اینٹ سے اینٹ بجا کر ملحمۃ الکبریٰ کی طرف حالات کا رُخ ہونا۔ سعودی عرب، عراق، خلیجی ممالک میں اسلام اور مسلمانوں کی صورت حال، افغانستان میں طالبان کی فتح اور اس پر پوری مغربی دنیا اور اسرائیل کی سراسیمگی۔ فتنۂ دجال اور علاماتِ قیامت، باب الفتن میں مذکور حالات پر سبھی کچھ منطبق ہو رہا ہے۔ پاکستان اور اس کے عوام کو ریت میں 18 سال سے دیا سر نکال کر حقیقت پسندی سے جائزہ لینے اور اپنی دنیا و آخرت کے قطعی فیصلے کرنے پڑیں گے! بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے...... ادھر ہے شیطان ادھر خدا ہے! اللہ نے فوری مدد دے کر آپ کو راہ دکھائی ہے۔ یہ جنگ قومیت پر نہیں، ایمان باللہ پر جیتی جائے گی۔ مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا۔ اسی سے دنیا لرزہ براندام ہے اور یہی ہماری طاقت کا راز ہے۔ کیا غضب ہے دہشت گرد انتہا پسند بی جے پی، جنونی آر ایس ایس جیسی تنظیموں پر تو کریک ڈاؤن نہ ہو۔ ہماری مساجد، علماء اور مدارس، ایمانی تشخص والی جماعتیں، ہسپتال، فلاحی ادارے تک نشانہ بنائے جائیں؟ یہ وقت 18 سال کا کفارہ ادا کرنے کا ہے۔ گناہوں کے نئے ڈوزیئر کھولنے پشتارے لادنے کا نہیں! مت اللہ کے غضب کو پکاریں۔

❀❀❀

دعوت فکر

موجودہ دور کا چیلنج اور ہماری حکمت عملی

مولانا محمد حنیف جالندھری
جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وفاق المدارس کے پہلے صدر، حضرت مولانا شمس الحق افغانی مفکر اسلام تھے...... ایک دور اندیش اور عالمی حالات پر نظر رکھنے والی ہستی...... انہوں نے آج سے اٹھاون برس قبل ایک بات ارشاد فرمائی...... 1961ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں وفاق المدارس کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہو رہا تھا، میرے جد امجد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، محدث اعظم حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود، خطیب اسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ اور بڑے بڑے اکابر موجود تھے۔ حضرت افغانیؒ نے فرمایا: ''علماء کرام! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کے لیے چیلنج کیا ہے؟...... پھر فرمایا:...... علماء کرام!...... آنے والے دور میں تمہارا چیلنج یہودیت اور عیسائیت نہیں ہے کیونکہ، یہودیت اور عیسائیت بطور مذہب وتہذیب دنیا سے ختم ہوچکے۔ اب یہ قوم کی صورت میں باقی رہ گئے۔ جیسے، پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچی یہ قومیں ہیں، یہودیت اور عیسائیت بھی اب قوموں کی صورت میں باقی ہیں۔ یہ مذہب اور تہذیب کے طور پر دنیا سے ختم ہوچکے، اب آئندہ دور میں تمہارا چیلنج ''مغربیت'' ہے، حضرت افغانیؒ نے مغرب نہیں کہا مغربیت کہا۔ جب میں نے مغربیت کو پڑھا تو حیران ہوگیا کہ اللہ نے ہمارے اکابر کو کیا بصیرت دی تھی۔ اٹھاون سال پہلے اس یلغار کا کوئی وجود نہیں تھا مگر حضرت افغانیؒ نے جو کہا وہ آج سو فی صد صحیح ثابت ہوگیا!۔

مثال سے عرض کرتا ہوں کہ دنیا کے وہ ملک جہاں عیسائیوں کی اکثریت ہے اور دنیا کی سیاست پر، اقتصادیات اور معاشرت پر یہودیوں کا قبضہ ہے اگرچہ تعداد میں کم ہیں، تو کیا ان ملکوں میں یہ قانون نہیں بن گیا کہ مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ شادی کرسکتی ہے؟ یہ قانون ان ملکوں میں بنا ہے جہاں اکثریت عیسائیوں کی ہے اور ان پر کنٹرول یہودیوں کا ہے، وہاں یہ قانون بن گیا ہے تو کیا عیسائی مذہب اس کی اجازت دیتا ہے؟ کیا یہودی مذہب اس کی اجازت دیتا ہے؟ نہیں دیتا...... یہ مغربیت ہے۔ بغیر شادی کے جنسی تعلقات کو قانونی تحفظ حاصل ہے، یہ عیسائیت و یہودیت نہیں ہے یہ مغربیت ہے۔ مغربیت کے علمبردار یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ملکوں میں بھی یہ مغربیت، معاشرت بن جائے۔ اس لیے میں علماء کرام اور دین کا درد رکھنے والے مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آج کے اس چیلنج کا مقابلہ کریں، یہ مغربیت بطور فکر، بطور فلسفہ، بطور مذہب اب رائج کی جارہی ہے۔ یہی فکر مسلمان ملکوں میں لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس لیے اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ اس کے مقابلے میں یہودی، عیسائی، مسلمان اور تمام آسمانی مذاہب کے ماننے والے متحد ہوجاتے مگر اسلام اکیلا رہ گیا، مسلمان تنہا ہوگئے اور آج ہمارا اعزاز ہے کہ ہم فطرت کی ترجمانی اور پاسبانی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اس لیے فطرت کے مقاصد کی پاسبانی کرنے والے آج مغربیت کے علمبرداروں کا ہدف ہیں اور جہاں جہاں کسی وجہ سے اسلام کو کچھ نہیں کہا جا سکتا وہاں اسلام کے علمبرداروں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

گزشتہ دنوں میں اپنے افریقہ کے سفر کے دوران ''ڈربن'' میں تھا۔ وہاں حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر سلمان ندوی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا ''مولانا!...... میرے والدؒ فرمایا کرتے تھے "ہندوستان میں ارتداد کا اور پاکستان میں الحاد کا خطرہ ہے''۔ میں نے کہا بالکل درست فرمایا لیکن اب یوں لگتا ہے جیسے ہندوستان میں ارتداد و الحاد دونوں کا اور پاکستان میں بھی دونوں کا خطرہ ہے۔ آج ارباب اقتدار ہمارے نصاب تعلیم کو تبدیل کرنے کی جو باتیں کررہے ہیں، آپ ذرا اپنے کالجز و یونیورسٹیز کے ریکارڈ کو اٹھا کر دیکھ لیں کیا وہاں سے فارغ ہو کر جو نکلتے ہیں...... وہ لادین، سیکولر بن کر نہیں نکل رہے؟...... وہاں منشیات کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ خود وزیر داخلہ کا بیان ہے کہ ہمارے ہاں اتنے فی صد لڑکے اور لڑکیاں منشیات استعمال کرتے ہیں، اور وہاں صرف ارتداد فکری نہیں بلکہ عملی ارتداد بھی ہے، انہوں نے ان اداروں پر قبضہ کرلیا اب ان کا اگلا ہدف مدرسہ ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

اسلامی جمہوریہ پاکستان نے او آئی سی اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا کیونکہ اس اجلاس میں پاکستان کے دشمن ملک بھارت کو، جس نے اس وقت پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہے، مدعو کیا گیا تھا۔ مدعو کرنے والوں میں عرب امارات، سعودی عرب اور بنگلہ دیش پیش پیش تھے۔ ان تینوں مسلم ممالک کو بھارت سے کیا دلچسپی ہے یہ بطور مسلمان ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ بھارت مسلم ملک نہیں ہے لہٰذا وہ او آئی سی کا رکن نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اس کو مبصر کی حیثیت بھی حاصل نہیں ہے۔ ایک کافر و مشرک ملک کی آخر کیا اہمیت ہے کہ پاکستان کی درخواست کو نظر انداز کر کے امت مسلمہ کے ایک نمائندہ ادارے نے اس کو مہمان بنا لیا۔ کیا مرکز اسلام یعنی حجاز مقدس کے موجودہ حکمرانوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ بھارت کی حیثیت اس وقت مشرکین مکہ کی سی ہے بلکہ اپنے شرک کی شدت کے اعتبار سے یہ مشرکین عرب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مشرکین مکہ نے کعبہ کے اندر 360 بت سجا کر رکھے تھے جبکہ مشرکین ہند کے بتوں کی تعداد کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ مزید براں جس طرح مشرکین مکہ نے اہل ایمان پر تشدد اور مظالم ڈھائے تھے بالکل اسی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر مشرکین ہند نہتے کشمیری مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔ کیا عرب امارات اور بنگلہ دیش کے حکمرانوں کو بھی بھارت کا مکروہ چہرہ نظر نہیں آ رہا ہے یا دنیوی مفادات اتنے مقدم ہو گئے ہیں کہ اپنا اسلامی و دینی فریضہ بھی نظر انداز ہو گیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حجاج بن یوسف کی یاد تازہ کی جاتی اور پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر وحدت اسلامی کا ثبوت دیا جاتا، جس سے مشرکین ہند کے ہوش اڑ جاتے۔ ویسے بھی پاکستان کے فضائی مجاہدوں نے، جن کو ہم اقبال کے شاہین کہتے ہیں، ان کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ سکوارڈرن لیڈر حسن صدیقی نے اپنے جد امجد جناب صدیق اکبرؓ کی پیروی کرتے ہوئے دشمن پر کاری وار کیا ہے اور دوسرے کئی صدیق و فاروق و عثمان و علی کے روحانی بیٹے منتظر ہیں کہ کب موقع ملے وہ بھی دشمن سے اپنا حساب کتاب چکائیں۔ دشمن سے ہم اللہ کی مدد سے نبٹ لیں گے۔ ہمیں دکھ صرف اس بات کا ہے کہ امت محمد ﷺ سے تعلق رکھنے والے مسلم ملکوں نے اپنے دینی فریضے سے پہلو تہی کیوں کی۔ اپنے ایک بھائی (پاکستان) کا ساتھ دینے کی بجائے اس کے دشمن کو اپنے اجلاس میں مدعو کر کے اعزاز کیوں بخشا گیا۔ ہم تمام مسلم ممالک کو جسد واحد سمجھتے ہیں۔ ہمارے خالق و مالک نے ہمیں انما المؤ منون اخوۃ (سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں) قرار دیا ہے۔ ہمارے ملی شاعر علامہ اقبال نے ”خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی“ جیسے منفرد تصور قومیت سے روشناس کرا کر ہم سے یہ بھی تقاضا کیا تھا کہ ”ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے“۔ صرف یاد دہانی کے لیے ذیل میں اللہ جل جلالہٗ کے وہ فرامین پیش کیے جاتے ہیں جن میں اہل ایمان کو اپنے مسلمان بھائیوں کے مقابلے میں کافروں کے ساتھ دوستی اور طرفداری سے منع کیا گیا ہے تاکہ آئندہ اس طرح کی حرکت نہ ہونے پائے:

”مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق و دوست ہرگز نہ بنائیں۔ جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔“ (آل عمران: 28)

اس آیت میں خبردار کیا گیا ہے کہ کفر اور کفار کی کوئی ایسی خدمت تمہارے ہاتھوں انجام نہ ہونے پائے، جس سے اسلام اور مسلمانوں کے مقابلے میں کفر اور کفار کو فائدہ پہنچے۔ اپنے کسی محدود دنیوی فائدے کے لیے اگر تم نے اللہ کے دین کو یا اہل ایمان کی جماعت کو یا کسی فرد مومن کو بھی نقصان پہنچایا، یا اللہ کے باغیوں کی کوئی حقیقی خدمت انجام دی، تو اللہ کے محاسبے سے ہرگز نہیں بچ سکو گے۔ جان تم نے بہر حال اسی کے پاس ہے۔

”اے ایمان والو! اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے نہیں چوکتے۔ تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے“۔ اسی حکم کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ”ہم نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں، اگر تم عقل رکھتے ہو۔“ (آل عمران: 118)

ان احکام کی موجودگی میں مسلم ممالک کا پاکستان کے دشمن بھارت کو مدعو کرنا اور اس کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھنا، جس سے پاکستان کو نقصان پہنچنے کا امکان ہو، کسی طرح جائز نہیں ہے۔ شاید اسی احساس کے تحت او آئی سی اجلاس میں بھارتی جارحیت کی مذمت کی گئی اور کشمیریوں کے حق آزادی کو تسلیم کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر کے حل کی قرارداد بھی منظور کی گئی۔ سفارتی حلقے اس قرارداد کو کامیابی سمجھتے ہیں جبکہ ہماری رائے میں جب پاکستان نے احتجاجاً اجلاس میں شرکت نہ کرنے کا اعلان کیا تھا، اسی وقت بھارت کو دی گئی دعوت منسوخ کر لی جاتی تو یہ دینی حمیت اور اسلامی روح کے عین مطابق ہوتا۔ یہ تأثر کہ بھارتی ”وزیرہ خارجیہ“ کی موجودگی میں قرارداد پیش ہونا پاکستان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار ہے، کسی درجے میں ٹھیک ہے لیکن اس کی مزید تلافی کی ضرورت ہے۔ اس کی زیادہ مؤثر صورت یہ ہے کہ او آئی سی کے تمام رکن ممالک مسئلہ کشمیر کے حل تک بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات پر نظر ثانی کریں۔ مزید براں عرب ملکوں میں ملازمت کرنے والے یا کاروبار کرنے والے غیر مسلم بھارتیوں کی تعداد میں کمی کی جائے۔ اس وقت بھارت کا کثیر زرمبادلہ مشرق وسطیٰ سے آ رہا ہے۔ اگر بھارت کو یہ پیغام چلا جائے کہ تم کشمیریوں پر ظلم بند کرو اور ان کو حق خود ارادیت دو، جو عالمی سطح پر مسلمہ حق ہے، تو امید کی جا سکتی ہے کہ بھارت ہٹ دھرمی سے باز آ جائے گا۔ امت مسلمہ کا جو عالمی رول ہے اس کا بھی یہ تقاضا ہے کہ سارے مسلمان ایک ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کریں یہی حرم کی پاسبانی ہے، جس کے لیے ”نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر“ سے آگے بڑھ کر پورے عالم کے مسلمانوں کو ایک ہونا پڑے گا۔ اللہ توفیق دے۔

مارچ کا مہینہ اور تاریخ کی خوشبو

ڈاکٹر صفدر محمود

مارچ کا مہینہ آتا ہے تو اپنے ساتھ بہت سی یادوں کی خوشبو لاتا ہے۔ یادیں خوشگوار بھی ہوتی ہیں اور تلخ بھی۔ یہی تلخی اور مٹھاس زندگی ہے کیونکہ زندگی کے سفر میں تلخی، مٹھاس، کامیابی، ناکامی، آگ، پانی، بہار اور خزاں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں اگست اہم ترین مہینہ ہے کہ چودہ، پندرہ اگست 1947ء کی نصف شب پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ یہ شبِ قدر کی مبارک رات تھی۔ 15 اگست 1947ء ستائیسویں رمضان اور جمعۃ الوداع تھا۔ آزادی اپنے ساتھ خون کی ندیاں لائی لیکن نوزائیدہ ریاست کو خون کی ندی میں ڈبونے اور مسائل کے پہاڑ تلے دبانے کی سازش کامیاب نہ ہوسکی۔ گزشتہ دنوں ایک معتبر کالم نگار نے فریڈم ایٹ مڈنائٹ کے حوالے سے لکھا کہ ہندوستان نے پاکستان کے حصے میں آنے والے فنڈز روک لیے تھے لیکن جب گاندھی جی نے مرن بھرت رکھا تو وہ فنڈز ریلیز کر دیئے گئے۔ اس بیان میں صرف اس قدر اصلاح کی ضرورت ہے کہ ہندوستان نے 500 ملین ریلیز کر دیئے لیکن 50 ملین روک لئے تھے۔ مقبوضہ کشمیر میں جس طرح مسلمانوں کا شہادتِ عام ہو رہا ہے اور جس طرح پورے ہندوستان میں مسلمانوں اور مختلف مقامات پر کشمیریوں کو نفرت، ظلم اور زیادتی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، اُس نے سابق وزیر اعلیٰ فاروق عبداللہ کو بھی یہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے کہ قائداعظم کا پاکستان بنانے کا فیصلہ درست تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ فاروق عبداللہ اور ان کے مرحوم والد گرامی شیخ عبداللہ کانگریس کے حلیف رہے ہیں اور وہ تقسیمِ ہند کے مخالف تھے۔ ان دنوں مجھے ہندوستان سے بہت سی وڈیو کلپس موصول ہوئیں (بشکریہ وٹس ایپ) جنہیں دیکھ کر میں اللہ پاک کا شکر ادا کرتا رہا، جس نے ہمیں ایک آزاد اسلامی ریاست عطا کی۔ قائداعظم کو دعائیں دیتا رہا جسے اللہ پاک نے مستقبل میں جھانکنے کی بصیرت، مسلمانوں کے حقوق کے لیے زندگی اور وسائل وقف کرنے کی توفیق اور اتنا اعلیٰ کردار عطا کیا کہ ان کے شدید ترین دشمن بھی ان پر الزام نہیں لگا سکتے۔ اب تو دنیا بھر میں قائداعظم پر تحقیق اور کتابیں چھاپنے کا سلسلہ جاری ہے۔ یقین رکھیے جوں جوں وقت گزرے گا قائداعظم کا عالمی تاریخ میں قد بلند سے بلندتر ہوتا چلا جائے گا اور ان کے سامنے ماؤنٹ بیٹن، نہرو، پٹیل جیسے لیڈر بونے نظر آئیں گے۔ ہاں اس بار مارچ ایک افسوسناک خبر بھی لایا، یونیورسٹی آف کیلی فورنیا لاس اینجلس (UCLA) امریکہ کے نامور پروفیسر جناب اسٹینلے والپرٹ وفات پا گئے۔ پروفیسر والپرٹ کی کتاب جناح آف پاکستان ایک دلچسپ کتاب ہے۔ اسٹینلے والپرٹ نے نہرو، بھٹو اور دوسرے موضوعات پر بھی تحقیقی کتابیں لکھی ہیں۔ اس امریکی پروفیسر کی تحقیق کے مطابق تاریخ میں ایک کے سوا کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی ایک لیڈر نے بیک وقت تین کارنامے سرانجام دیئے ہوں۔ والپرٹ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں چند لیڈران نے نمایاں طور پر تاریخ کا دھارا بدلا۔ کم لیڈران نے دنیا کا نقشہ بدلا۔ شاید ہی کسی کو قومی ریاست کے قیام کا کریڈٹ دیا جا سکتا ہو۔ تاریخ میں محمد علی جناح واحد لیڈر ہیں، جنہوں نے بیک وقت یہ تینوں کارنامے سرانجام دیئے یہ تاریخ کا فیصلہ ہے، یہ میری پسند یا ناپسند کا مسئلہ نہیں، اب ان الفاظ کی روشنی میں تحریک آزادی ہند کے تمام لیڈروں کے قد وقامت ناپیں تو احساس ہوتا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کتنے بڑے لیڈر تھے۔ میرے سامنے جب نیلسن منڈیلا نے قائداعظم کی عظمت کو خراج تحسین پیش کیا تو مجھے قلبی خوشی ہوئی اور ان دانشوروں پہ رحم آیا جو طرح طرح سے قائداعظم کی تنقیص کے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ نام لکھ کر آپ کو بدمزہ نہیں کرنا چاہتا۔ بہر حال امریکی پروفیسر مر گیا لیکن ہمیں قائداعظم پر ایک اچھی کتاب دے گیا۔ پاکستان میں قائداعظم پر بہت کم کام ہوا ہے اور ہماری معلومات کا یہ حال ہے کہ کالم نگار اور ٹی وی پلیئرز (Players) قائداعظم بارے بے سروپا باتیں اڑاتے رہتے ہیں۔ ایک بہت بڑے کالم نگار اکثر لکھتے ہیں قائداعظم نے کہا تھا کہ پاکستانیوں کو ایک قوم بننے میں ایک سو سال لگیں گے۔ میں نے سارا مواد کھنگال مارا، مجھے کہیں قائداعظم کے ان الفاظ کا ثبوت نہیں ملا۔ کچھ حضرات ابھی تک لکھتے جا رہے ہیں کہ قائداعظم نے اپنے دوست جگن ناتھ آزاد کو قیامِ پاکستان سے چند روز قبل بلایا اور ان سے ترانہ پاکستان لکھنے کو کہا۔ میں درجن بار لکھ چکا ہوں کہ یہ اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ تحقیق ثابت کر چکی ہے کہ قائداعظم نہ جگن کو جانتے تھے، نہ بلایا اور نہ ہی ان سے ترانہ لکھوایا۔ (بشکریہ ''روزنامہ جنگ'')

کتابچہ ''خلاصہ تعلیماتِ قرآن'' کی مفت فراہمی

قرآنی تعلیمات کا خلاصہ جاننے اور ماہِ رمضان المبارک
کے دوران پیغام قرآن کو عام کرنے کے لیے
پروفیسر محمد یونس جنجوعہ کا مرتب کردہ 96 صفحات پر مشتمل کتابچہ

''خلاصہ تعلیمات قرآن'' (نظر ثانی شدہ)

درج ذیل پتہ پر مفت دستیاب ہے:
پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن 042-35869501-3

نوٹ: لاہور سے باہر کے لوگ خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔

اگر ہم پاکستان کو واقعی ریاست مدینہ کا عملی نمونہ بنانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں قراردادِ مقاصد پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہوگا: حافظ عاکف سعید

بھارت ایک کٹر مذہبی ریاست بننے جا رہا ہے۔ جبکہ ہم روز قیامت نبی پاک ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے کہ مسلمان ہو کر اپنے ملک میں اسلام نافذ نہیں کر سکے: اوریا مقبول جان

تحریک پاکستان کی تکمیل اس وقت ہوگی جب قراردادِ مقاصد پر عمل درآمد کرتے ہوئے پاکستان کے لیے قربانیاں دینے والوں کے مقصد کو پورا کیا جائے گا: انجینئر مختار حسین فاروقی

پاکستان کی حالت ایسی نہیں ہے کہ یہ جنگ کا متحمل ہو سکے مگر اس کے باوجود ہمیں جنگ کی تیاری کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ پر بھروسا بھی کرنا ہوگا: ایوب بیگ مرزا

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ''قراردادِ مقاصد: ایک اہم سنگِ میل'' کے عنوان سے ایک سیمینار زیر صدارت امیر تنظیم اسلامی 3 مارچ 2019ء کو قرآن آڈیٹوریم گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا جس میں رفقاء و احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ڈاکٹر محمد حسیب نے سرانجام دیے۔ پروگرام صبح ٹھیک ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت محترم قاری عبداللہ واحد نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ الانفال کی آیات کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ اور تشریح بیان کی۔ اس کے بعد کلیم اللہ شاہ نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ اس کے بعد محمد سلیم شیخ نے قیام پاکستان کے لیے قربانیاں دینے والوں کے جذبات و احساسات اور اُمنگوں کی ترجمانی ایک نظم کی صورت میں پیش کی۔ اس کے بعد سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے جن خیالات کا اظہار کیا ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

حافظ عاکف سعید:

قراردادِ مقاصد قائداعظم اور علامہ محمد اقبال کے خوابوں کا عملی مظہر تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور پاکستان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مگر ہم نے قراردادِ مقاصد کو نظر انداز کرتے ہوئے ملک اور معاشرے کو سیکولر پٹڑی پر چڑھانے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں اللہ کا عذاب ہم پر مسلط ہو گیا۔ آدھا ملک گنوا چکے ہیں اور اس کے بعد بھی علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں، سیاست لڑکھڑا رہی ہے، معاشی بحران کی کیفیت یہ ہے کہ ہمیں سود کی ادائیگی کے لیے بھی مزید قرضے لینے پڑتے ہیں۔ اگر ہم واقعی پاکستان کو ریاست مدینہ کا مثالی نمونہ بنانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں قراردادِ مقاصد پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہوگا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں جب وہ علیل تھے تو انہوں نے بڑی اہم بات کہی تھی جس کے گواہ ڈاکٹر ریاض علی شاہ تھے، جنہوں نے کہا کہ ایک دن قائداعظم کچھ کہنا چاہ رہے تھے لیکن ڈاکٹروں کی ٹیم نے بولنے پر پابندی لگائی ہوئی تھی کہ بولنے سے کمزوری لاحق ہو جاتی تھی۔ لیکن ہم نے محسوس کیا کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ہم متوجہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا: پاکستان کا بن جانا اللہ کی تائید اور فیضان رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ لہٰذا اب پاکستان کی عوام کو چاہیے کہ وہ یہاں پر خلافت راشدہ کا نمونہ قائم کریں۔ قراردادِ مقاصد قائداعظم کے اسی خواہش کا مظہر تھی۔ قراردادِ مقاصد کے پاس ہو جانے کے بعد ریاست پاکستان نے کلمہ تو پڑھ لیا لیکن عملی طور پر مسلمان نہیں بن سکی۔ ہمیں اس منافقت سے نکلنا ہوگا اور حقیقی معنوں میں پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہوگا، تب ہی اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔

انجینئر مختار حسین فاروقی:

قیام پاکستان کے بعد نظریۂ پاکستان اور تحریک پاکستان کے اسباق کو ذہنوں سے نکالا گیا اور سیکولرازم، لبرل ازم اور مغربی افکار و نظریات کو ذہنوں میں ڈالا گیا۔ مغربی استعمار نے مسلمان حکومتوں کو کسی نظریہ کی بنیاد پر فتح نہیں کیا بلکہ ظلم و جبر، دجل، فریب اور مکر کی چالوں سے زیر کیا۔ جبکہ اسلام نے ہمیشہ ایک نظریہ کی بنیاد پر دوسروں پر غلبہ حاصل کیا۔ اسی نظریہ کی بنیاد پر 1857ء میں مسلمانوں نے انگریزی استعمار کے خلاف مزاحمت کی۔ علامہ محمد اقبال نے اس نظریہ کو پروان چڑھانے میں سب سے اہم کردار ادا کیا۔ قراردادِ مقاصد نظریۂ پاکستان کی عکاس تھی اور اس کا پاس ہونا بھی ایک معجزہ تھا جیسے قیام پاکستان ایک معجزہ تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس کے بعد قراردادِ مقاصد پر عمل درآمد کے معاملے میں ہماری حکومتیں مسلسل پیچھے ہٹتی چلی گئیں۔ 1973ء کے آئین میں اگرچہ اس کو دیباچہ کے طور پر شامل کیا گیا لیکن باقاعدہ آئین کی شکل نہ دی گئی۔ پھر ضیاء الحق نے اسے آئین کی شق 2 کی کلاز A میں شامل کیا۔ لیکن 1992ء میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دے دیا کہ 2A بھی آئین کی ایک کلاز ہے جس طرح دوسری کلاز ہیں اور آئین کی کوئی شق کسی دوسری شق سے بالاتر نہیں ہو سکتی۔ اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ قرآن و سنت ہمارے آئین سے بالاتر نہیں ہیں۔ اسی طرح قراردادِ مقاصد پر عمل درآمد کے لیے 1973ء کے آئین کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی گئی جس نے نفاذ اسلام کے لیے اپنی سفارشات حکومت کو مکمل حالت میں پیش بھی کر دیں لیکن پھر ان سفارشات پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ گویا وہ قراردادِ مقاصد جو 1949ء میں پاس ہوئی تھی 71ء سال بعد بھی وہیں کھڑی ہے۔ اگر قراردادِ مقاصد کے مطابق آئین بن گیا ہوتا اور اس کے مطابق عمل درآمد ہوتا تو آج کشمیر آزاد ہو گیا ہوتا۔ تحریک پاکستان کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔ تحریک پاکستان کی تکمیل اس وقت ہوگی جب پاکستان کے لیے قربانیاں دینے والوں کا مقصد پورا ہوگا یعنی پاکستان حقیقی معنوں میں ایک مکمل اسلامی فلاحی ریاست بنے گا۔

اوریا مقبول جان:

ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان بنا کر ہم نے بہت بڑا کام کر لیا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں سب سے بڑا کام اس مقصد کو حاصل کرنا تھا جس کے لیے ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا۔ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا اور ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم اس کو ایک اسلامی نظریاتی ریاست بنائیں گے مگر بجائے اس کے ہم اس کو ایک سیکولر سٹیٹ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ جبکہ ہمارے مقابلے میں بھارت ہے جس کا بظاہر سیکولر سٹیٹ ہونے کا دعویٰ تھا مگر حقیقت میں وہ ایک کٹر ہندو نظریے منوسمرتی کی بنیاد پر ہندو مذہبی ریاست کے طور پر دنیا کے نقشے پر اُبھر رہا ہے۔ 1924ء میں RSS (راشٹریہ سیوک سنگھ) نے یہ نظریہ پیش کر دیا تھا کہ ہم ایک ایسا آئین بنائیں گے جس کے تحت ہندوستان کی شہریت صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو ہندو دھرم کو ماننے والے ہوں گے اور صرف انہی کو ووٹ کا حق حاصل ہو گا۔ انہوں نے واضح اعلان کیا ہے کہ ہم اس آئین کو نہیں مانتے جو ایک ہندو اور مسلم کو برابر شہری قرار دیتا ہے اور دونوں کو ایک جیسے حقوق دیتا ہے۔ 1949ء میں جب بھارت کا

Benjamin Netanyahu: The symbol of Crimes against Humanity in Gaza

A latest report published by the UN has accused Benjamin Netanyahu's of war crimes and crimes against humanity, which, according to the UN, Israel has been shamefully perpetrating in the Gaza Strip over the past year.

This was the result of the investigation by the Independent Commission of Inquiry established by the UN Human Rights Council, tasked with examining what has been happening on the border lines between Gaza and Israel for almost a full year: namely, Israel's repression of the Great March of Return, the initiative launched on March 30, 2018, to demand the right of return for Palestinian refugees (in accordance with UN Resolution 194/1948), and to call for an end to the Israeli siege of the region, which has been ongoing for the past 12 years.

According to the UN investigation, the indiscriminate fire aimed at unarmed civilians by Israeli snipers "may constitute war crimes or crimes against humanity." The death toll has been devastating: more than 250 killed (including 48 children) and more than 26,000 injured, with many permanently disabled, compounded by the fact of being in Gaza, where the health system is already in a state of collapse because of the state of siege and the lack of drugs and electricity. Here, people have to live with just two to four hours of electricity a day.

Furthermore, the Commission (whose report was compiled based on interviews, video evidence, medical records and drone footage dating from up to 31 December 2018) is in possession of the names of those who are responsible: of the snipers who actually killed people, and of the generals who immediately adopted the barbaric "shoot to kill" policy (on orders from Tel Aviv). The Commission "found reasonable grounds to believe that Israeli snipers shot at journalists, health workers, children and persons with disabilities, knowing they were clearly recognizable as such." Israeli soldiers "have intentionally shot children, they intentionally shot people with disabilities, they intentionally shot journalists," said Sara Hossaini, a member of the Commission, at a press conference in Geneva.

According to the Commission, the identification of those who committed these acts makes it possible to bring them to trial before an international court, and they have accordingly requested that the UN High Commissioner for Human Rights, Michelle Bachelet, share the report with the International Criminal Court. A similar request came Thursday from the president of the PNA, Mahmoud Abbas:

> "It is time to hold Israel accountable for these crimes," he said in a statement. "No country should remain above the law." He added that the UN report "proves what we have always said: that Israel conducts war crimes against our people in Gaza and the West Bank, including in Jerusalem."

The Israeli government immediately responded with rage: Netanyahu accused the UN of "hypocrisy and lies, out of obsessive hatred of Israel, the only democracy in the

Middle East." Thus, pushing the longstanding Israeli narrative of the past year regarding the "threat" supposedly represented by unarmed civilians hundreds of meters away from soldiers, civilians or Israeli infrastructure.

What the UN is denouncing is a reality already well known to those who have been following the situation of the March of Return for many months now, international organizations who have been accusing Tel Aviv of indiscriminate and unprovoked use of force. These include Amnesty International, who on Thursday described the actions of Israel as showing "a cruel and ruthless disregard for international humanitarian law."

The question now is: Will the international organizations mandated with safeguarding the rights of innocent people from murderous atrocities committed by a genocidal regime take appropriate action? Or will the impunity of Israel, backed by the USA and the West, continue by callously brushing aside the damning indictment of the Zionist Entity, headed by the war criminal named Benjamin Netanyahu?

Source: ***Adapted from an article written by Chiara Cruciati for Centre for Research on Globalization***

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، تونسہ شریف کے ملتزم رفیق جناب حافظ عبد القیوم وفات پاگئے۔ برائے تعزیت (بیٹا): 0342-3806630

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، چکوال کے رفیق محمد بشیر وفات پا گئے۔ موصوف رفیق کرنل (ر) عبدالقدیر کے بہنوئی تھے۔

برائے تعزیت (کرنل صاحب): 0335-8291851

☆ حلقہ جنوبی پنجاب تونسہ شریف کے مبتدی رفیق جناب ارشاد احمد کی والدہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0333-6466514

☆ ملتان کینٹ کے ملتزم رفیق جناب محمد اعظم کے خالو وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0301-7463074

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَاباً یَّسِیْرًا

آئین بنا تو RSS والوں نے کہا کہ یہ آئین عارضی ہے اور ہم بہت جلد اپنا آئین بنائیں گے۔ انہوں نے گاندھی کو اسی لیے قتل کیا کہ اس نے بھارت کو سیکولر آئین کیوں دیا۔ ان کے مطابق بھارت صرف ہندوؤں کا ہے اور اس میں ووٹ کا حق اور شہریت بھی صرف ہندوؤں کے پاس ہونی چاہیے۔ بی جے پی اسی نظریہ کو لے کر حکومت میں آئی اور 2019ء وہ سال ہے جس میں اپنا آئین تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے وہ جنگ چاہتے ہیں کہ اس کی آڑ میں وہ اپنے عزائم کی تکمیل کر سکیں۔ گویا بھارت ایک کٹر مذہبی ریاست بننے جا رہا ہے۔ ان حالات میں ہم مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ قیامت والے دن اپنے نبی پاک ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے کہ مسلمان ہو کر اپنے ملک میں اسلام نافذ نہیں کر سکے۔

<u>**ایوب بیگ مرزا:**</u>

فضائی جنگ میں بھارت کو منہ کی کھانا پڑی ہے۔ انڈیا اور اسرائیل کی پوری کوشش ہے کہ پاک بھارت جنگ ہو لیکن امریکہ شاید اس کے حق میں نہیں ہے کیونکہ ابھی افغانستان میں اس کو پاکستان کی ضرورت ہے۔ نریندر مودی محض اپنے اقتدار کی خاطر خطے میں تباہی و بربادی چاہتا ہے۔ اب بی جے پی کے پاس الیکشن میں دکھانے کے لیے کارکردگی کچھ بھی نہیں ہے لہٰذا وہ مسلم مخالف جذبات بھڑکا کر الیکشن میں کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ پلوامہ حملہ خود مودی حکومت کا inside job ہے۔ پاکستان کا اس حملے میں ملوث ہونا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ ساڑھے تین سو کلو گرام بارود بارڈر کے اس پار سے جا ہی نہیں سکتا۔ اور بارڈر اس وقت برفباری کی وجہ سے بالکل بند ہے۔ دوسری طرف اب گریٹر اسرائیل کے راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہو چکی ہیں۔ صرف ایک پاکستان ہی اس کے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑا ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ عالمی طاقتیں اس رکاوٹ کو دور کرنا چاہتی ہیں اور اس کے لیے وہ پاکستان پر جنگ مسلط کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن ہم اس پوزیشن میں جنگ کے متحمل ہو ہی نہیں سکتے۔ ہماری معاشی حالت بہت کمزور ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں جنگ کی تیاری بھی کرنا ہو گی لیکن اصل میں اللہ پر بھروسا کرنا ہو گا۔

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

''مرکز تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ نزد گرڈ اسٹیشن ڈبر (تیمر گرہ)

ضلع دیر پائین'' میں

مبتدی تربیتی کورس

31 مارچ تا 6 اپریل 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

5 تا 7 اپریل 2019ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0945-601337 / 0346-0513376

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

Vol: 28 Regd. C.P.L NO. 114 No.12

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore